بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الشیخیہ الاحقاقیہ

ھم المفوضۃ المشرکون

تالیف

سید محمد حسین زیدی برستی

محلّہ لاہوری گیٹ چنیوٹ پاکستان

ناشر

نام کتاب	الشیخیہ الاحقاقیہ ھم المفوضۃ المشرکون
نام مولف	سید محمد حسنین زیدی برستی
ناشر	
اشاعت	اول تعداد
کمپوزنگ	**الرحمن** کمپیوٹر کمپوزنگ سنٹر چنیوٹ پاکستان (+92-0333-9794804)
مطبع	

فہرست

نمبر شمار	عنوانات	صفحہ
1	تمہید	7
2	نزد شیخیہ رکنیہ کرمان معتبر ترین ماخذ ھائے ترجمہ شیخ	9
3	نزد شیخیہ احقاقیہ کویت معتبر ترین ماخذ ھائے ترجمہ شیخ	11
4	کتاب اول سیرہ الشیخ احمد احسائی بخط خود	12
5	کتاب دوم شرح احوال شیخ از پسر ش شیخ عبداللہ	13
6	کتاب سوم دلیل المتحیرین سید کاظم رشتی	14
7	تاریخ ہر سہ کتب مذکورہ	15
8	ترجمہ شیخ یا آغاز افسانہ	18
9	حال سیلاب و ویرانگری در مطیرف	19
10	حالات طفولیت شیخ	20
11	محیط زندگی شیخ	22
12	دوران تحصیلی شیخ	24
13	خواب اول تعلیم تفسیر قرآن در خواب	25
14	خواب دوم سوم کہ فہم قران را در شیخ می خواہد	26
15	خواب چہارم شیخ در ادعائے بلند ترین مقام و بمقابلہ ہمہ خلائق	28
16	خواب پنجم شیخ در معلوم کردن ترکیب برائے طلب کردن آئمہ	29

17 خواب ششم شیخ باب دیدن آئمہ در خواب مفتوح شد 30

18 خواب ہفتم شیخ مطالبہ ترک دنیا از پیغمبر 31

19 شیخ دریں خوابہا ہر مسئلہ کہ می خواست معلوم می کرد 34

20 خوابے در امور نادرہ 35

21 تمام خوابہائے شیخ وحی والہام بودند 36

22 شیخیہ احقاقیہ کویت شیعیان را گول می زنند 37

23 تمام خوابہائے شیخ معائنہ بودند کہ امکان غلط نداشت 39

24 آخرین خواب وحصول اجازہ ہائے آئمہ و مامور شدن شیخ 41

25 علمائے عصر شیخ مخالفت افکار ونظریات شیخ کردہ 42

26 شیخ در شرح زیارت پیش ازیں ادعا کردہ است 43

27 خلاصہ مسافرت وسفر ہائے شیخ 46

28 ایں ہمہ مسافرت چرا؟ 47

29 استعمار غرب در فکر درھم شکستن سلطنت عثمانیہ ترکیہ 47

30 شیخ احمد احسائی چرا در بصرہ قیام کردہ؟ 50

31 گردش شیخ در بسیارے از شہر ہائے عراق چرا؟ 50

32 حملہ اول سعود بن عبدالعزیز بر عراق 52

33 حملہ دوم سعود بن عبدالعزیز بر عراق 53

34 حملہ سوم سعود بن عبدالعزیز بر عراق 54

35 شیخ را در بصرہ تعلیم فلسفہ وتصوف دادہ شد 55

36	بعد از تحصیل فلسفہ و تصوف شیخ احمد احسائی داخل ایران می شود	57
37	ایں ہمہ مسافرت چرا	59
38	اقامت شیخ در یزد	59
39	مخالفت اکابر یزد سبب ترک اقامت یزد شد	60
40	سفر زیارت شیخ یا سرپوش بر نامہ آیندہ	60
41	اساتذہ شیخ احمد احسائی	61
42	قیام کرمانشاہ و تالیف کتب فلسفہ و کلام	63
43	تکفیر شیخ در قزوین	64
44	مہاجرت از ایران و مجاورت کربلا	67
45	معرکہ تکفیر شیخ در کربلا	69
46	مقام شامخ آقائے آیت اللہ السید محمد مھدی	73
47	فرار الشیخ الی مکہ و موتہ فی ھدیہ	74
48	حضور السید رشتی فی المجلس	76
49	افسانہ اجازہ ہائے شیخ	81
49	آیا واقعاً ایں علمائے بزرگ تالیفات شیخ را دیدہ بودند	85
50	تبلیغ مذہب شیخیہ در تبریز ایران	87
51	تحقیق نام گزاری طرفین	88
52	سلسلہ روسائے مذہب شیخیہ	90
53	منظرہ از کردار شیخیہ احقاقیہ کویت	91
54	الشیخیہ الاحقاقیہ ھم المفوضۃ المشرکون	94

پیش لفظ

من درزبان اردو چند کتاب درحالات شیخ احمد احسائی وفرقہ ھائے شیخیہ نوشتہ بودم واین مذہب اولاً دریزدایران ظہور کردہ بود۔ وشیخ احمد احسائی ہمہ تصنیف خودرا از ۱۲۲۹ تا ۱۲۳۹ھ درزمانہ قیام کرمان شاہ ایران زیر چتر حمایت شاہزادہ محمد علی مرزا دولتشاہی نوشتہ بود بعد از وفات شاہزادہ حالات شیخ دگرگوں شد از کرمان شاہ گریختہ براہ قزوین بہ بہانہ زیارت مشہد فرار کرد چوں بہ قزوین رسید درقزوین آقا محمد تقی برغانی مرجع شیعیان بود ایشان از شیخ سوالاتے چند کرد و او را تکفیر کرد۔ وشیخ درسن ۱۲۳۹ھ از ایران فرادکردہ بہ کربلاے معلّٰی (عراق) رفتہ آنجا اقامت گزیں شد چوں تعلیمانش درکربلا منتشر شد علماء ومجتہدین و مراجع عالیقدر شیعیان جہاں کہ درنجف وکربلا اقامت داشتند شیخ احمد احسائی را تکفیر کردند و تابعین او را مذہب شیخیہ نام گذاشتند وتکفیر ایشاں کردند چنانچہ شیخ احمد احسائی از کربلا فرار کردہ دور راہ مکہ بمقام ھدیہ وفات یافت۔

آقائے ضمیر الحسن ازمن فرمائش کردند کہ کتابے بہ ایں مضمون بزبان فارسی بنویسم ۔و وعدہ فرمودند کہ ایشاں ایں کتاب رادرایران وکویت بہ تعاون مراجع عظام آنجا طبع ونشر خواہم کرد لہذا این کتاب رانوشتہ بہ ایشاں سپردم۔

وماتوفیقی الاباللہ علیہ توکلت علیہ انیب

سید محمد حسنین زیدی برستی

اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم ۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم ۔ الحمد للہ رب العالمین ۔ والصلوٰہ والسلام علیٰ اشرف الانبیاء والمرسلین ابی القاسم محمد و آلہ الطیبین الطاھرین المعصومین ۔ اما بعد فقد قال الحکیم فی کتابہ الکریم و قولہ الحق ۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۔ یا اھل الکتاب لا تغلو ا فی دینکم ولا تقولوا علی اللہ الا الحق ۔

تمہید

خداوند متعال در کتاب خود می فرماید ۔ اے اہل کتاب در دین خود غلو مکنید ۔ و دربارہ خدا غیر از حق چیزے نگوئید ۔ ازیں ارشاد خداوندی ثابت است کہ اہل کتاب غلو می کردند ۔ حضرت عیسیٰ را خدا می گفتند و بعضے پسر خدا می گفتند ۔

اہل کتاب یہود و نصاریٰ را می گویند و اناں کہ خود را مسلمان می گویند ۔ و قران مجید کتاب آسمانی ایشاں است ۔ لہذا در اہل اسلام ھم غلو کنندگان و غالی ہستند ۔ چنانچہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام فرمودہ اند کہ الغلاۃ کفار و المفوضۃ مشرکون ۔ یعنی غالی کافر اند و مفوضہ مشرکند ۔ پس در موالیان اہل بیت غالی ھم ہستند ۔ و مفوضہ ھم وجود دارند ۔

حضرت امیر المومنین علی ابن ابی طالب علیہ السلام فرمودہ است ۔ ھلک فی اثنان محبّ غال و مبغض قال ۔ پس معلوم شد کہ در محبان و موالیان اہل بیت غالی ہستند ۔ غالی کسانے ہستند کہ حضرت امیر المومنین علی ابن ابی طالب علیہ السلام را خدا می گویند و مفوضہ کسانے ہستند کہ می گویند خدا ہیچ کارے نکردہ فقط محمدؐ و علیؑ را خلق کردہ ۔ و ہمہ امور خویش را بآنہا سپردہ ۔ و ایشاں اند کہ خلق می کنند و رزق می رہند ۔ و زندہ می کنند و می میرانند ۔

ایں گروہ مفوضہ شیخیہ احقاقیہ کویت ہستند کہ برملا قائل تفویض اند ۔ چنانچہ مرزا موسیٰ اسکوئی در کتاب خود اقبال کردہ۔ امامی گویند کہ تفویض ما جائز است و می گویند کہ اے موالی ترا چہ شدہ کہ برائے فرشتگان قائل ہستی کہ ایشاں رزق تقسیم می کنند خلق می کنند و حی می کنند و زندہ می کنند و می میرانند و چون ما می گوئیم کہ حضرت علی خلق می کند رزق می دھد و زندہ من کند و می میراند ترا ضیق النفس می شود۔ ایں چہ حال است ۔

البتہ ایشاں یک حقیقت را فراموش می کنند کہ فرشتہ کہ رزق تقسیم می کنند آں کار دیگر نمی کنند و فرشتہ کہ قبض روح می کند آں کار دیگر نمی کند و ہمیں طور دیگر فرشتگان کارے کہ بالشاں سپرد کردہ شدہ است و کار خلق کردن و رزق دادن و زندہ کردن و موت دادن بایشاں سپردہ نکردہ شدہ نمی کنند۔ قدماء مفوضہ قائل بایں بودند کہ خدا محمدؐ و علی را ہمہ امور سپرد کردہ اما شیخیہ احقاقیہ کویت قائل بایں عقیدہ ہستند کہ خدا چہاردہ معصومین علیہم السلام را ہمہ امور تفویض کردہ است۔

و من درایں کتاب کہ نامش ۔ الشیخیہ الاحقاقیہ ھم المفوضۃ المشرکون است حالات شیخ احمد احسائی و فرقہ ھائے شیخیہ را تفصیلا بیان کردہ ام ۔ البتہ ایشاں و پیروان ایشاں می گویند کہ اعتراض کنندگان کتب شیخیہ را ندیدہ اند و بر نوشتہ دیگراں اعتبار کردہ اند ۔ اگر کسے در جواب ایشاں می خواہد و بنویسد ۔ از کتب معتبرہ ایشاں بنویسد کہ نزد ایشاں معتبر و مورد اعتماد باشند ۔ ایں قول ایشاں وزن دارد۔ و من ہر چہ نوشتم از کتب معتبرہ ایشاں نوشتہ ام کہ نزد ایشاں انتہائی مورد اعتماد اند ۔ و فرقہ ہائے شیخیہ بر دو نوع ہستند ۔ اول شیخیہ رکنیہ کرمان دوم شیخیہ

احقاقیہ کویت۔ ومن کتب معتبرہ ہر دو فرقہ ھا وارم وازایشاں بیان من کنم۔

نزد شیخیہ رکنیہ کرمان معتبر ترین ماخذ ہائے ترجمہ شیخ

رئیس مذہب شیخیہ رکنیہ کرمان مرزا ابو القاسم خان در کتاب فہرست کتب مشایخ عظام می نویسد شرح احوال ایشاں را حوالہ بعض تالیف ماخذ موثقہ سابقہ نمودیم کہ معتبر ترین کتاب دلیل المتحیرین تالیت خود سید بزرگوار است و کتاب ہدایت الطالبین تالیف مولای بزرگوار جد عالی مقدار مرحوم آقائے حاج محمد کریم خان اعلیٰ اللہ مقامہ است کہ ہر دو کتاب مشتمل بر بسیاری از شرح احوال در اطوار و عقائد ایشاں است ہر دو بطبع رسیدہ۔

کتاب فہرست ص ۱۲۳۔۱۲۵

اما معتبر ترین ماخذی کہ قدما یا معاصرین از نویسندگان در دست داشتہ اند البتہ رسالہ مرحوم مبرور عالم فاضل شیخ عبداللہ رحمۃ اللہ نجل جلیل آں شیخ بزرگوار است کہ در شرح حالات شیخ بزرگوار نوشتہ کہ درکمال صحت وثاقت است۔

بہر حال کہ شبہہ و تردیدی در صحت و ثاقت رسالہ مرحوم شیخ عبداللہ ندارم و ترجمہ آں کتاب ھم کہ بقلم عالم فاضل و ادیب کامل مرحوم آقای محمد طاہر خان عم محترم ایں ناچیز نگاشتہ شدہ و بطبع رسیدہ است البتہ درکمال صحت وکمال متانت است۔

نیز دو رسالہ دیگر ھم کہ سابق برایں انشاد نمود از تالیف دو نفر از علماء بزرگ و تلامذہ سید مرحوم اعلیٰ اللہ مقامہ۔ یکی جناب عالم فاضل کامل متجر آقا مرزا علی نقی قمی مشہور بھندی رحمت اللہ علیہ مسمی بہ نور الانوار کہ در شرح حال شیخ بزرگوار و سید عالی مقدار و مرحوم آقای

بزرگ جد امجد اعلیٰ مقامھم نوشتہ۔ و دیگری از تالیف عالم فاضل کامل جلیل القدر عظیم الشان آقا سید ھادی ھندی رضوان اللہ علیہ موسوم بہ تنبیہ الغافلین وسرور الناظرین کہ نیز موضع در شرح حالات آں بزرگوار است ایں دو رسالہ ھم منطبق با رسالہ مرحوم شیخ عبداللہ وصحت ایں رسالہ مذکورہ درنزد فقیر معتبر است و ہیچ گونہ تردیدی درآنہا ندارم۔

وعرض شد کہ شرح احوال' آں بزرگوار در رسائل نام بردہ مدون شدہ است ولی حقیر ناچیز ھم رسالہ مختصرہ را کہ بقلم خود آں یگانہ آفاق در شرح بعض احوال خود نگاشتہ وعین نسخہ بخط آں بزرگوار آخیر ادست آمدہ است و رسالہ مذبورہ را بخواہش فرزند ارجمند خود مرحوم عالم فاضل کامل شیخ محمد تقی رضوان اللہ علیہ مرقوم داشتہ عینا برائے تبرک وتیمن دریں راسلہ درج می نمایم۔ فہرست کتب مشائخ ص 31

ازیں بعد رئیس مذہب شیخیہ رکنیہ کرمان مرزا ابوالقاسم خان در کتاب فہرست کتب مشائخ از ص۱۳۲ تا ص۱۴۴ ایں رسالہ را کہ شیخ خود در احوال خویش نگاشتہ است نقل کردہ پس ترتیب معتبر ترین ماخذ ترجمہ شیخ بہ قرار ذیل است۔

۱۔ سیرۃ الشیخ احمد الاحسائی تالیف خود ۱۲۳۹

۲۔ شرح احوال شیخ احمد احسائی تالیف پسرش شیخ عبداللہ ۱۲۴۲

۳۔ دلیل المتحیرین تالیف سید کاظم رشتی ۱۲۵۸

۴۔ نور الانوار تالیف مرزا علی نقی ھندی تلمیذ سید کاظم رشتی

۵۔ تنبیہ الغافلین تالیف سید ہادی ہندی تلمیذ سید کاظم رشتی۔

۶ ۔ ہدایت الطالبین تالیف محمد کریم خان کرمانی تلمیذ سید کاظم رشتی ۔

ایں شش کتب نزد شیخیہ رکنیہ کرمان معتبر ترین ماخذ ترجمہ شیخ اند کہ اول آں تالیف خود شیخ است و دوم تالیف فرزندش شیخ عبداللہ است وسوم تالیف شاگرد ارشد و جانشین اول شیخ می باشد و چہارم وپنجم وششم تالیف تلامذہ سید کاظم رشتی اند وایں سہ کتب آخیر ہم از سہ کتب اول ماخوذ اند وبعض از واقعات از شاگردان دیگر شنیدہ و در آنہا نوشتہ شدہ ۔

البتہ بعض از مصنفین و مولفین دیگر ہم بعض از حالات شیخ را در کتب خود کہ بہ موضوعات دیگر بیان کردہ اند کہ تفصیل آنہا در سیرہ الشیخ احمد احسائی بر ص ۱۶ است ایں مولفین محترم بعد از صد سال ہر چہ نوشتہ اند یا از سہ کتب اول کہ معتبر ترین ماخذ ہائے شیخیہ اند نوشتہ اند ویا از پروپیگندہ وتبلیغات تابعین کہ معتبر ترین وموثق ترین ترجمہ شیخ خود ہر دو فرقہ ہائے شیخیہ اند بیان می کنم ۔

نزد شیخیہ احقاقیہ کویت معتبر ترین ماخذ ہائے ترجمہ شیخ

مرزا علیٰ الاسکوئی الحقاقی رئیس مذہب شیخیہ احقاقیہ کویت در کتاب خود عقیدہ الشیعہ درضمن ترجمہ احوال شیخ علی نقی در حال برادرش شیخ محمد تقی می نویسد ۔

''قال الاوحد فی ترجمۃ احوال شخصہ ۔ وکان ممن فضل علی عزوجل ان رزقنی ذریۃ کرمھم اللہ بالعلم وکان کبیر ھم سناً وعلما ھوالابن الاعز محمد تقی ۔

یعنی شیخ احمد احسائی در احوال ترجمہ خود نوشتہ است کہ از فضل خداوند عزوجل بر من ایں بود کہ او مرا ذریۂ عطا فرمودہ کہ آنہا را از علم مکرم نمود بود واز روئے سن وعلم کہ از تمام آنہا

بزرگ بود و فرزند اعز محمد تقی بود و رئیس مذہب شیخیہ احقاقیہ کویت مرزا حسن الحائری الاحقاقی در کتاب خود الدین بین السائل والمجیب می نویسد۔ ''وھذا ما کتبہ اعلیٰ اللہ مقامہ بقلمہ الشریف''

الدین بین السائل والمجیب۔ص 115

یعنی ہر کہ خواہد بر احوال شیخ اطلاع یابد پس او را باید کہ آں سیرۃ الشیخ احمد الاحسائی را مطالعہ کند کہ دکتور حسین علی محفوظ طبع ونشر کردہ است۔

کتاب اول سیرۃ الشیخ احمد احسائی بخط خود

مرزا علی الاسکوئی الاحقاقی در کتاب خود عقیدۃ الشیعہ در ضمن احوال فرزندش ترجمہ شیخ را مختصراً بیان کردہ می نویسد۔

''وامام من حیث العلم والعمل فحدث والاحرج فان لہ مواقف علمیۃ تعجز عنھا العلماء والحکما ومواقف علیہ بکل عنھا العاملون کما لا یخفی علی مطلع مومن ووجدنا ذات کلہ فی رسالتہ بخطہ الشریف''   حاشیہ عقیدہ الشیعہ ص 83-84

''ولیکن از روئے علم وعمل، پس او اں مواقف علمیہ داشت کہ علماء وحکماء از آں عاجز بودند واز مواقف عملیہ او تمام عاملین پس ماندہ بودند۔

چنانچہ ایں امر از آں اہل ایمان کہ اطلاع دارند مخفی نیست و ما ایں ہمہ حالات اولا از رسالہ نوشتہ ایم کہ خود شیخ احمد احسائی بخط خود نوشت است''۔

ازیں عبارت کہ رئیس مذہب شیخیہ احقاقیہ کویت نوشتہ است مرزا علیٰ الاسکوئی الاحقاقی و مرزا حسن الاسکوئی الاحقاقی نوشتہ اند ثابت می شود کہ ایں رسالہ را کہ شیخ بخط خود نوشتہ

ودکتور حسین علی محفوظ اں راطبع ونشر کردہ است خیلے مورد اعتبار نزد آنہاں است و ایں رسالہ نزد ایشاں ہیچ جائے شک وشبہ نیست و ایں رسالہ نزد ما موجود است۔

کتاب دوم شرح احوال شیخ از پسرش شیخ عبداللہ

کتاب دوم شرح احوال شیخ احمد احسائی تالیف پسرش شیخ عبداللہ است۔ مرزا علی الاسکوئی الاحقاقی در کتاب عقیدۃ الشیعہ در ضمن ترجمہ شیخ علی نقی می نویسد۔

"ولہ من ابیہ قدس سرہ اخوان اثنان ھو ثالثھم واوسطھم وکلھم کانوا علماء، فضلاء، اتقیاء ابرار أکملھن الشیخ محمد تقی وشیخ عبداللہ وھذا الثانی اخوھما الاصغر عاش بعد والدہ المرحوم مدۃ یسیرۃ ولحق اباہ رحمۃ اللہ ولہ ترجمۃ الاحوال والدہ مفصلاً ترجمت باللغۃ الفارسیۃ وطبعت مرتین مرۃ فی طھران فی رسالہ چہاردھی وثانیہ فی تبریز فی رسالۃ ثقۃ الاسلام المرزا محمد المرحوم التبریزی" عقیدۃ الشیعہ ص 85

یعنی شیخ علی تقی را دو برادر بودند وآں اوسط وثالث ایشاں بود۔ وہمہ ایشاں با کمال علماء وفضلاء واتقیاء وابرار بودند اول الشیخ محمد تقی دوم شیخ عبداللہ وایں پسر دوی یعنی شیخ عبداللہ کوچک ترین ایشاں بودہ بعد از وفات پدرش قدرے قلیل زندگی کردہ وبا پدرش ملحق گشتہ واودرا احوال پدرش ترجمہ مفصل نوشتہ است کہ بزبان فارسی ہم ترجمہ شدہ وددو مرتبہ طبع گردیدہ مرتبہ اول در طہران در رسالہ چہاردہی ومرتبہ دوم در تبریز در رسالہ ثقۃ الاسلام، میرزا محمد المرحوم تبریزی رہ۔

ازیں عبارت واضح شدہ کہ نزد دروسائے شیخیہ احقاقیہ کویت رسالہ شرح احوال شیخ

احمد احسائی تالیف فرزندش شیخ عبداللہ ہم مورد اعتبار و اعتماد انہا است ۔

کتاب سوم کتاب دلیل المتحیرین تالیف سید کاظمی رشتی

کتاب سوم کتاب دلیل المتحیرین تالیف سید کاظم رشتی است مرزا حسن الاسکوئی الحائری الاحقاقی در کتاب ''الدین بین السائل والمجیب می نویسد ۔

''لقد ولیہ قدس اللہ سرہ اعظم المصائب واشد المصائب الا وھی مصیبة التکفیر وقد رماہ الحاسدون بالکفر اتھموہ بالغلو فی حق المعصومین علیہم السلام و بانکار المعاد الجسمانی والمعراج الجسمانی وانکار شق القمر افتراء علیہ و حاشاہ من کل مارموہ بہ وسموا تلامذتہ واتباعہ بالشیخیہ والکشفیہ ،کما سمیت الشیعۃ بالترابیۃ والرافضیہ (وقصہ اعلیٰ مقامہ وقصہ تلامیذہ معہ المخالفین طویلۃ وعریضۃ فمن ارادالاطلاع علیھا مفصلامشروحا فعلیہ بکتاب دلیل المتحیرین الذی الفہ تلمیذہ الارشد السید کاظمی رشتی قدس اللہ سرہ'' الدین بین السائل والمجیب ص 116

یعنی بر شیخ احمد احسائی عظیم مصیبت ھا وارد شدہ و شدید ترین آنہا مصیبت تکفیر شیخ بود ۔حاسدین بر او فتوائے کفر دادند ۔ و اتہام غلو در حق معصومین عائد کردند و بر او اتہام انکار معاد جسمانی و انکار معراج جسمانی و شق القمر بستند ۔در حالیکہ او ہرگز مرتکب ا ینہا نہ شدہ بود و ایشاں و شاگردان و پیروان شیخ را شیخیہ و کشفیہ نام دادند چنانکہ شیعیان را ترابیہ و رافضیہ نام دادہ شدہ است (وقصہ شیخ احمد احسائی او شاگردان او با مخالفین طویل و عریض است پس ہر کہ می خواہد کہ بر آں قصہ ھا تفصیلاً و مشروحاً اطلاع یابد او را باید کہ کتاب دلیل المتحیرین تالیف شاگرد ارشد شیخ السید کاظمی رشتی رجوع کند)

ازیں بیان رئیس مذهب شیخیه احقاقیه کویت ثابت است که کتاب دلیل المتحیر یل هم نزد ایشاں خیلے قابل وثوق و لائق اعتبار و اعتمادی باشد۔

و درایں سه رساله موثق ترین ومعتبر ترین رساله است که خود شیخ بخط خود نوشته است ۔اماچوں در ترجمہ خود ذکر، ہیچ سفری و حالات دیگر رانه نوشته است و شیخ عبدالله اولین کسے است که حالات اسفار او را ماقدم بقدم تحریر کرده وقبل از او ہیچ کس حالات زندگی شیخ را سپرد قلم فکرده است لہذا ہر که بعد ازاں بر حالات زندگی شیخ قلم فرسائی کرده از رساله شرح احوال شیخ تالیف فرزندش شیخ عبدالله کرده است۔

تاریخ تحریر ہرسه کتب مذکوره

سید کاظم رشتی در کتاب دلیل والمتحیرین تاریخ تحریر اس کتاب بایں طور نوشته است۔

لقد فرغ من املائها عصر یوم السبت الحادی عشر من شهر ربیع الاول وسنه ۱۲۵۸۔

بس معلوم شد که کاظم رشتی از املاء ایں کتاب در 11 ماه ربیع الاول سن ۱۲۵۸ فارغ شد۔

لیکن اگر چه شیخ عبدالله در کتاب شرح احوال پدرش شیخ احمد احسائی ہیچ تاریخ تحریر نه کرده مگر چوں حسب تحریر رئیس شیخیه احقاقیه کویت او بعد از پدرش قدر قلیل زندگی کرده ودرایں کتاب ذکر وفات پدرش ہم رقم کرده است پس معلوم شد که شیخ عبدالله ایں کتاب را بعد از وفات پدر تحریر کرده وچوں شیخ احمد احسائی در ماه ذی قعده سن ۱۲۴۱ وفات یافته است لہذا حتما

شیخ عبداللہ شرح احوال پدرش رابعد از وفات پدرش تالیف نمودہ است۔

اما شیخ احمد احسائی رسالہ کہ بخط خود نوشتہ است غیراز تاریخ ولادت خود ہیچ تاریخ نہ نوشتہ است لیکن شیخ احمد الاحسائی دو امر کہ دراین رسالہ ترجمہ خود نوشتہ ازاں تقریباً اندازہ وقت تحریر آں می شود۔ امر اول کہ شیخ نوشتہ این است کہ و کان مما تفضّل علی عزوجل ان رزقنی ذریۃ کرمھم اللہ بالعلم وکان کبیرھم سناً وعلماً ھو ابن الاعز محمد تقی"

سیرۃ الشیخ احمد الاحسائی ص 9

"یعنی از فضل خداوند عزوجل بر من این است کہ او مرا ذریتے عطا کردہ و آنھا را باعلم عزت بخشیدہ دو فرزندے کہ در علم و سن اکبر ایشان بود ابن الاعز محمد تقی بود۔

ازیں معلوم شد کہ شیخ این ترجمہ خود را در ایام طفلی نہ نوشتہ است و نہ در آغاز جوانی نوشتہ است بلکہ وقتے نوشتہ است کہ اولادش بالغ گشتہ و عالم فاضل شدہ بود۔ لیکن ازیں ہم تعین تاریخ حتمی و تحریری این ترجمہ نمی تواں کرد اما امر دوم کہ شیخ دریں سوانح حیات نوشتہ است ازاں تقریباً تاریخ تحریر این ترجمہ معلوم می شود و آں این است کہ او می نویسد۔

"واذا اردت ان تعرف صدق کلامی فانظر فی کتبی الحکمیۃ فانی فی اکثرھا فی اغلب المسائل خالفت جل الحکماء والمتکلمین" سیرۃ الشیخ احمد احسائی ص ۲۰

یعنی چوں ارادہ کن کہ صدق کلام من را بدانی پس در کتب حکمۃ و فلسفہ من نظر کن۔ چرا کہ من در اکثر آنھا۔ در اغلب مسائل از حکماء و فلاسفہ و متکلمین جلیل القدر مخالفت نمودہ ام

ازیں فقرہ شیخ ثابت شدہ کہ شیخ این ترجملہ خود بعد از تحریر آں کتب حکمت فلسفہ و

کلام نوشتہ بود کہ در آں مخالفت اکثر حکماء و فلاسفہ و متکلمین شیعہ کردہ است و تفصیل ایں کتب ایں است۔

۱۔	شرح زیارت الجامعہ	۱۰ ربیع الاول ۱۲۳۰
۲۔	شرح علی الحکمۃ العرشیہ	۲۷ ربیع الاول ۱۲۳۶
۳۔	شرح علی المشاعر در قواعد حکمۃ	۲۷ صفر ۱۲۳۴
۴۔	شرح علی الرسالۃ العلمیہ	۱۵ ربیع الثانی ۱۲۳۰
۵۔	شرح فوائد فی الحکمہ	۹ شوال ۱۲۳۲
۶۔	جواب شیخ یعقوب و اقوال سائر حکما	۸ شعبان ۱۲۳۹

پس از یں معلوم شد کہ شیخ ایں ترجمہ خود را تقریباً بعد از سن یک ہزار و دو بست و سی و نو ۱۲۳۹ قبل از رفتن برائے توطن بہ کربلا نوشتہ است۔

اما ایں ترجمہ شیخ کہ بخط خود شیخ نوشتہ منتشر نہ شدہ بود بلکہ نزد خود او و مریدان و تابعین او مخفی و پوشیدہ ماندہ لیکن چوں مریدان و تابعین او کافی شدہ مریدان و تابعین او آں را نقل کردہ نشر کردند چنانچہ ایں رسالہ سیرۃ الشیخ احمد الاحسائی کہ آں را حسین علی محفوظ از بغداد نشر کردہ در آخر ایں کتاب ایں طور نوشتہ شدہ است۔

"الی ھذا کتب بخطہ الشریف وقد نقلناہ من نسخۃ نقلت من خطہ اعلی اللہ مقامہ۔ وکتب العبد الضعیف محمد بن محمد بن الحسین المدعو بالتقی فی بلدۃ تبریز۔ وفرغ منہ یوم الاربعا ثالث شھر ذی القعدہ الحرام من سنۃ تسعین و مائتین بعد الالف من الھجرۃ۔

رسالہ سیرۃ الشیخ احمد الاحسائی ص ۲۲

یعنی تا اینجا شیخ احمد احسائی بخط شریف خود نوشتہ است و ما ایں را از نسخہ نقل کردہ ایم کہ آں از نسخہ نقل کردہ شدہ بود کہ بخط شریف نوشتہ بود (علی اللہ مقامہ) و ایں را عبد ضعیف

محمد بن محمد بن المعروف بہ تقی درشہر تبریز تحریر کردہ است و از تحریر آں یوم الاربعا ۳ ذی القعدہ الحرام من ۱۲۹۰ہجری فارغ شد)

اگر چہ ایں قسمت ترجمہ شیخ را شیخ عبداللہ ہم در سہ ابواب اول نقل کردہ است۔ لیکن شیخ عبداللہ بعض از عبارت نسخہ ترجمہ شیخ

را کہ اہمیت خاص داشت ترک کردہ و مخفی داشتہ است و ما آں را نقل کردہ اہمیت آں را آشکار خواہیم کرد و باب چہارم و مابعد را اولاً شیخ عبداللہ نوشتہ است و قبل از آں کسے از ایں قسمت ترجمہ شیخ آ گاہ نبود و بعد ہر کہ نوشتہ از شرح احوال شیخ احمد تالیف شیخ عبداللہ نوشتہ است۔

ترجمہ شیخ یا آغاز افسانہ

شیخ احمد احسائی در ترجمہ احوال خود می نویسد۔

''فخرجت فی وقت قد انتشر الجہل وعم الناس خصوصاً فی بلدتنا، لانہ نائیۃ عن المدن، ولا یعرف اہلہا شیئاً من الاحکام۔ ولا یفرقون بین الحلال والحرام۔

سیرۃ الشیخ احمد الاحسائی ص 9

شیخ می گوید کہ من وقتے بایں دار دنیا قدم نہادم کہ (درعالم) خصوصاً در قریہ ما جہالت منتشر بود و مردمان ہیچ بصارتے و بصیرتے نداشتند، چرا کہ آں از تمدن بے بہرہ بودند۔ و در آں ہیچ کس نبود کہ بسوے خدا و عبادت او دعوت کند، اہل و مردمان آں قریہ ہیچ معرفتے از احکام الٰہی نداشتند و نہ درمیان حلال و حرام ہیچ فرق می کردند۔

شیخ عبداللہ ایں عبارت را در شرح احوال پدرش نیاوردہ و ترک کردہ یا سہواً ماندہ، یا دانستہ مخفی کردہ۔ چوں ایں عبارت میرساند کہ چوں در سراسر عالم جہالت انتشار دارد و مردمان ہیچ بصیرتے و بصارتے نداشتہ باشند و کسے نباشد کہ مردمان را بسوئے عبادت خدا دعوت کند و مردمان ہیچ معرفتے از احکامات الٰہی نداشتہ باشند و میان حلال و حرام فرق نہ کنند

برخدا لازم است کہ بہ تقاضائے لطف کسے را برائے ہدایت مردم مامور کند، وشیخ احمد احسائی درآغاز شرح احوال خود ہمیں ادعا را می خواھد کہ بیان کند کہ چوں دنیا بایں حال رسیدہ خداوند متعال مرا بطور ہادی مامور ساختہ است۔

حال سیلاب وویرانگری درمطیرفی

شیخ دراحوال خود می نویسد۔

''وعلیٰ راس السنتین من ولادتی جاءمطر شدید واتت بلادنا سیول من الجبال حتی کان عمق الماء فی المکان المرتفع من بلادنا ذراعین ونصفا تقریباً، وفی ذالک الیوم، تولدالمرحوم ،المبرور اخی الشیخ صالح ـ تغمدالہ برحمتہ واسکنہ بحبوحتہ جنتہ ـ وفی یوم الثالث وقعت بیوت بلدنا کلھا ،لم یبق فیھا الا مسجدھا و بیت لعمتی فاطمہ۔ الملقبہ بحبابہ رحمہ اللہ علیھا و کان ح{حینئذ}عمری سنتین ـ وانا اذکرھذہ الواقعۃ'' سیرۃ الشیخ احمدالاحسائی ص 9-10

یعنی چوں عمر من بہ دو سال رسید باراں سخت باریدو از کوہ ھا درشہر ہائے ما سیل و ویرانگری آمد و در مکان بلند عمق آب دو و نصف ذراع بود تقریباً ۔ و درہمیں روز برادرم شیخ صالح متولد شد و روز سوم ہمہ مکانات شہر ما برباد شدند و درآں شہر غیر از مسجد و مکان عمتی فاطمہ، الملقبہ بحبابہ رحمہ اللہ علیھا، ہیچ مکانے باقی نماندہ ۔ درآں وقت عمر من دو سال بود، ومن ایں واقعہ را تا ہنوز یاد دارم ۔

دریں نوشتہ خود شیخ احمد بر مردمان می فہماند و آگاہ می سازد کہ یادداشت او چنداں تیز است کہ بعد از گذشتن ہفتاد دو سال او ایں واقعہ را یاد دارد۔ وایں امر حتماً قابل انکار نیست کہ یادداشت او غیر معمولی بود، وہمیں ذہن رسا و یادداشت او بود کہ دست اجانب برائے کار خویش او را اختیار کردند وایں امر در اوراق آئندہ بیان خواہیم کرد۔

حالات طفولیت شیخ

شیخ درشرح حالات خودمی نوسید۔

''وعلی مختصر القصہ۔قرأت القران وعمری خمس سنین وکنت کثیر التفکر ،فی حالۃ طفولتی ،حتیٰ انی اذا کنت مع الصبیان ۔العب معھم ۔کما یلعبون ۔ولکن کل شئی یتوقف علی النظر۔اکون فی مقدمھم و سابقھم واذا لم یکن معی احد من الصبیان ،اخذت فی النظر ،والتدبر ،والنظر فی الاماکن الخربۃ والجدران المھدمہ ،اتفکر فیھا ،واقوال فی نفسی لھذہ کانت عامرۃ ثم خربت۔ وابکی اذ تذکرت اھلھا وعمرانھا بوجودھم وابکی بکاء کثیراً ،حتیٰ انہ لما کان حسین بن سیاب الباشہ حاکم الاحساء ۔وتالب علیہ العرب واتی محمد آل عزیز وحاصروا الباشہ ۔وقتلوا الروم ،و اخذ والاحساء وحکم فیھا ال عزیز وبعد ایں مات حکم فی الاحساء ابنہ علی ال محمد ۔وقتلہ اخوہ وجین ابولوء وکان مقتلہ قرب عین الحوراء ۔بالحاء المھلہ ۔ودفن ھناک فاذا مررت ۔وعمری خمس سنین تقریباً بقبرہ ۔اقول فی نفسی ،این ملکک ؟این قوتک ؟این شجاعتک ،وکان فی حیاتہ ۔علی مایذکرون ،اشجع اھل زمانہ واشدھم قوۃ فی بدنہ۔

واتذکر احوالہ وابکی بکاء شدیداً ۔علی تغیر احوال الدنیا وتقلبھا وتبدلھا''

سیرۃ الشیخ احمد الاحسائی ص 10

یعنی چوں عمرم بہ پنج سال رسید از قرأت قرآن مجید فارغ شدم و ہمیشہ در حالت طفولیت تفکر و تدبر می کردم ۔تا اینجا کہ اگر با طفال معاشرت می کردم ،با نھالعب می کردم چنانکہ آ ہنا لعب می کردند۔لیکن در ہر امری کہ محتاج بہ نظر و تدبر بود در ہمہ مقدم بودم و سبقت می جستم ۔چوں تنہامی شدم ۔در عمارت ویرانہ و اوضاع زمانہ نظر می کردم و عبرت می گرفتم و با خود می گفتم چہ شدند ساکنان اینہا و کجایند عامران اینہا و متذکر حال آنھا گشتہ میگریستم ۔

و در ایں زمان والی احساء حسین پاشا آل سیاب بود۔وقتی طائفہ ای از اعراب

بتحریک دسرگردگی محمد آل عزیز بروی تاختہ محصور ومقتولش ساختہ خویش بجائش ایالت نمود۔ و بعد ازموت اوپسرش علی آل محمد حاکم احساء شد۔ برادرش وجین ابوءء اورا بقتل رسانید۔ و مقتلش قریب بچشمہ بود مسمی بحوراء، ودرہماں جا مدفون شد۔ و دراین وقت عمر من پنج سال بود۔ چوں بنزدیک قبراو میگذشتم باخود می گفتم۔ ملک تو کجا است؟ قوت تو کجا است؟ و شجاعت تو کجارفت؟ داوچنانکہ می گویند، شجاع ترین اھل زمانہ خود، ودربدن قوی ترین مردم بود، وبرحال اوعبرت می گرفتم وبرتقلب وتبدل دنیا می گریستم۔

ازیں بیان شیخ احمد معلوم شد کہ شیخ درعمر پنج سالگی ازقرأت قرآن فارغ شدہ بود۔ و درپنج سالگی قرأت قرآان چنداں امرغیر معمولی نیست۔ خصوصاً ازطفل پنج سالہ عرب کہ زبانش عربی است۔ لیکن درعمر پنج سالگی ایں چنیں تفکر وتدبر وعبرت گرفتن ازویرانہ ھاونزدقبر والی احساء ایستادہ باخود گفتن کہ ملک تو کجا است؟ قوت تو کجا ست؟ وشجاعت تو کجارفت؟ و برحال اوعبرت گرفتن وبرتقلب دنیا وتبدل اوگریستن امریست غیر معمولی۔

آقائے لیقوانی درکتاب اینست شیخ گری می فرمائیدایں یک نمونہ ازافسانہ آمیز بودن زندگی شیخ است۔ اگرایں مطالب۔ راستی ازخوداوباشد، کاملاً می رساند کہ میخواست خود راازاول یک انسان فوق العادۃ وممتاز معرفی کندوازاول دوران کودگی خودرا مستحق وسزاوار یک مقام مقدس الٰہی بداند، ھمانطورکہ دیدیم ادعاکرد۔

واگرساختہ وپرداختہ فرزند ومریدانش باشد اول او را یک رہبر متفکر نابغہ و فرستادہ شدہ ازطرف خدادرنظرگرفتہ اند، سپس شرح زندگی مناسب بایں مقام نوشتہ اند، و گرنہ یک کودک پنج سالہ کجاوایں مطالب کجا؟ اینست شیخ گری ص 10

ایں ہردواحتمالات آقائے لیقوانی نزدیک بہ صواب انداگرچہ آوازاول دوران کودکی خودرا مستحق وسزاوار یک مقام مقدس الٰہی نمی دانست لیکن چوں ازدست اجانب بایں کار مامورشد وکاراوراست شد ویک تعدادمریدان وپیروان پیداکرد۔ درآں وقت یک

ترجمہ زندگانی خود برائے مریدان وپیروان نوشت تا او را مستحق وسزاوار یک مقام مقدس الٰہی بدانند وبرائے مریدان وپیروان خودہمیں را ادعا کرد و درآخر عمرش ایں ترجمہ را نوشتہ بہ مریدان داد۔

وفرزند ومریدانش ہمہ اورا یک رہبر نابغہ وفرستادہ شدہ ازطرف خدا دانستہ چیز ہائے درشرح حال او افزودند وچیز ے کہ ذکرآں برائے آنہا موجب خرابی بود ازنظر مردم پوشیدہ داشتند اگر چہ اعتقاد ایشاں ہماں بود کہ شیخ احمد نوشتہ وادعا کردہ بود۔ وایں افسانہ کہ بریں آقائے لیقوانی ایں فیصلہ دادہ اند خیلے معمولی است ازآں افسانہ ھا کہ بعدازیں می آیند۔

محیط زندگی شیخ

محیط زندگی درساختن شخصیت انسان نقش موثر دارد محیط زندگی شیخ بگفتہ خودش یک محیط آلودہ وفاسد بودہ وھیچگونہ امر بمعروف ونھی ازمنکر وتبلیغات دینی وجود نداشتہ است چنانچہ اومی نوسید۔

''وکان اھل بلدنا فی غفلۃ وجھل لایعرفون شیئاً من احکام الدین۔ بل کل اھل البلد صغیرھم وکبیرھم لھم مجامع یجتمعون فیھا۔ بالطبول والمزمور، والملاھی ۔والغناء والعود والطنبور، وکنت مع صغری، لااقدر اصبر عن الحضور معھم ساعۃ وعندی من المیل الی طرقھم مالا اکاد اصفہ وا بکی وحدی شوقا الی ماتخلیہ من افعالھم ۔حتی اکاد اقتل نفسی واذا خلوت وحدی۔ اخذت فی التفکر والتدبر وبقیت علی ھذہ الحال۔ سیرۃ الشیخ احمد الاحسائی ص 11

یعنی مردمان قریہ ما درغفلت وجہالت غرق بودند وازاحکام دین ہیچ معرفت نداشتند ۔بلکہ تمامی اہل بلد ما صغیر وکبیر درمجامع خاص باطبل ومزمار وتار طنبور ورباب وعود جمع می شدند۔ ومن چوں طفل صغیر بودم برائے یک ساعت ازحضور ایشاں نمی توانستم کہ

صبر کنم ۔ و مرا چناں اشتیاقے بطرف آنہا بود کہ من نمی توانم آں را بیان کنم ۔ و در تنہائی در شوق خیال افعال آنہا می گریستم حتیٰ اینکہ می خواستم خود را ہلاک کنم و چوں بہ تنہائی تخلیہ می کردم تفکر و تدبر می کردم و در طفلی حالت من بہ ہمیں منوال بود ۔ ایں بود محیط زندگی شیخ و حال او دریں محیط کہ خود بیان کردہ ۔

و چنانکہ در سابق نوشتم فرزند و مریدان و پیروان او چوں شیخ را یک رہبر و نابغہ و فرستادہ از طرف خدا دانستہ بودند چیز ہائے را در شرح احوال کہ ذکر آں در خود حال یک رہبر نہ بود آن را ترک کردند ۔ چنانچہ شیخ عبداللہ ہمیں مطلب را کہ خود شیخ در حق خود بیان کردہ بود چنیں بیان می کند ۔

''و نیز می فرمود کہ قریہٗ کہ مسکن ما بود اہلش را بملاہی و معاصی حرص تمام بود و واحدی در میاں ایشاں نبود کہ امر بمعروف و نہی از منکر یا دعوتی بسوی خداوند نماید ۔ و چیزی از احکام و حلال از حرام نمی دانستند ۔ و چنانچہ بلہو و لعب خویش مشغول و حریص بودند کہ آلات لہو خویش را بر در خانہ ھا میاویختند و بدانھا بر یکدیگر تفاخر می نمودند ۔ و مر ایشاں را مجمع ھائے خاص بود کہ ھمگی جمع آمدہ مشغول با نواع ملاھی و اقسام مناھی میشدند و از طبل و مزمار و طنبور و تار و رباب و عود و انواع سرود ھیچ یک را فرو گذار نمی نمودند ۔

و من چوں بر مجلس ایشاں می گذشتم در گوشۂ اطفال می نشستم ۔ تنم در میان تنہا بود و روحم متعلق بعالم بالا چوں تنہا می شدم خلوتی گذیدہ بفکرت فرو میرفتم و بحال خویش میگریستم و نفس خود را بر معاشرت ایشاں و مجاورت اینان ملامت می کردم و گاہ می شد کہ می خواستم خود را ھلاک نمایم با آنکہ ابداً تمیز نستم کہ اعمال حرام است یا حلال ۔ لکن بالطبع والذات از آں افعال و صفات متنفر و منزجر بودم ۔ رسالہ شرح احوال شیخ احمد ص ۵ ۔ ۶

دوران تحصیلی شیخ

درسابق بیان شد کہ شیخ می گوید کہ او بہ سن بلوغ ۔سالگی از قرأت قران فارغ شد در ہماں ایام طفلی از بستگان او بہ خواندن نحو تشویق کرد چنانچہ شیخ از استادے بنام شیخ ادیب محمد بن محسن کہ در قریہ دیگر بود پرسید کہ در نحو چہ کتابی باید خواند او عوامل جرجانی رامعرفی کرد چوں پدرش رامعلوم شد کہ فرزندش می خواہد کہ نحو بخواند او را نزد معلم فرستاد چنانچہ او خودمی نوسید۔

''فلما کان من الغد ارسلنی مع شئی من النفقۃ الی البلد فیھا الرجل العالم اعنی الشیخ محمد بن الشیخ محسن ۔واسمھا القرین ووضع مع ذالک الصبی تقدم ذکرہ۔ وھوالشیخ احمد رحمہ اللہ فکان شریکی فی الدرس عندالشیخ محمد ۔ سیرۃ الشیخ احمد الاحسائی ص ۱۲

یعنی روز دیگر مرا با چیزی از نفقہ درآں قریہ کہ آں مرد عالم یعنی شیخ محمد بن الشیخ محسن ساکن بود فرستاد واسم آں قریہ قرین بود واو مرا نزد ہماں طفل کہ ذکر او درسابق گذشت واسم او شیخ احمد بود نشاندند۔پس اں طفل نزد شیخ محمد در درس شریک من بود ومن نزد او کتاب عوامل واجرومیہ را خواندم۔

ایں بود کہ شیخ احمد احسائی نوشتہ بود لیکن پسرش شیخ عبداللہ بریں عبارت افزودہ ایں چنیں می نویسد،

''الغرض بامداد اں مرا نزد شیخ محمد بن شیخ محسن فرستاد و شیخ نیز مرا با ہماں طفل بمناسبت خویشی ھمدرس نمود۔کتاب اجرومیہ وعوامل را نزد وی بانجام رساندہ بتحصیل علوم دیگر پرداختم لیکن دراثنائے طلب چوں شفائی قلبی حاصل نشد باطنا منصروف گشتہ ولی ظاہراً مشغول بودم ودر نفس خود داعیہا بدوں داعی خارجی مشاہدہ می نمودم وقلق واضطراب دردل خود می یافتم وھموارہ طالب خلوت ومائل عزلت بودم وبیابان را دوست می داشتم واز مجاورت خلق

و معاشرت ایشاں مستوحش و پریشان بودم و پیوستہ دراوضاع روزگار فکرت نمودم عبرت میں گرفتم۔ شرح احوال شیخ احمد ص ۹-۸

آقائے لیقوانی بعد از نقل بیان مذکورہ می فرمایند کہ از اظہارات شیخ احمد احسائی معلوم می شود کہ تا اینجا معلومات ایشاں از رسالہ ہائے اجرومیہ وعوامل تجاوز نکردہ۔ چوں بعد ازیں دو کتاب ایشاں تو جھی بدرس نداشتہ وآں مطلب را شفا بخش نمیدانستہ اگر چہ در ظاہری پای درس می نشستہ ولی گوش نمی دادہ است'' انیست شیخ گری ص ۱۵-۱۶

تعلیم تفسیر قران درخواب

تا اینجا آنچہ شیخ اقبال کردہ است ایں است کہ اوقرأت قران و دو کتاب از نحو، اجرومیہ وعوامل، بنزد استاد درمدرسہ خواندہ است۔ لیکن ازیں بعد شیخ انچہ خواندہ در ہیچ مدرسہ واز استادے نخواندہ است بلکہ سلسلہ تعلیم او درخواب آغاز شد چنانچہ اولین خوابے کہ شیخ دیدہ چنین بیان می کند۔

''ورایت فی المنام رجلا کاملاً کانہ من ابناء الخمس والعشرین سنۃ، اتی الی وعندہ کتاب فاخذ یعرف لی قولہ تعالیٰ۔ الذی خلق فسوی، والذی قدر فھدی، مثل خلق اصل الشئی یعنی ھیولاہ، فسوی صورتہ النوعیہ، قدر اسبابہ فھداہ الی طریق الخیر والشر، یعنی من ھذا النوع۔ وان یکن خصوصاً ماذکرتہ فانتبھت وانا منصرف الخاطر عن الدنیا وعن القراءت التی یعلمنا ھا الشیخ۔ لانہ یعلمنا زید قائم، زید امبتدا، وقائم خبرہ، وبقیت احضرالمشائخ ولا اسمع لنوع ما سمعت فی المنام، من ذالک الرجل شیئاً وبقیت مع الناس بجسدی ورایت اشیالااقدر احصیھا۔

سیرۃ الشیخ احمد الاحسائی ص ۱۳

یعنی درخواب دیدم کہ جوانی لبسن بست و پنج بنزد من آمد۔ وباو کتابی بود او قول خدای تعالیٰ را چنین معنی فرمود کہ ''الذین خلق فسویٰ والذی قدر فھدی''، خلق اصل الشئی یعنی

هیولاۃفسوی صورتہ النوعیہ وقدر اسبابہ فھداہ الی طریق الخیر والشر۔یعنی ھذا النوع۔

واگر درایں خواب خصوصیتے نمی بود بیان نمی کردم پس من از خواب بیدار شدم۔ و خاطر از دنیا و مافیھا پرداختم و از تحصیل آں علوم ظاہر منصرف گشتم کہ شیخ مارا تعلیم می کرد۔ چرا کہ او مارا تعلیم می کرد کہ درزید قائم۔ زید مبتدا است وقائم خبر اوست و من نزد شیخ حاضر بودم وکلمۂ از آنچہ در خواب شنیدہ بودم، ہیچ چیزے از آں مرد نمی شنیدم پس بریں حال درمیان مردم بودم کہ تتم درمیان ایشاں بود۔ و من چیز ھائے کثیر را مشاہدہ کردم کہ آنہا را احصا نتواں کرد

بعد از نقل کردن ایں خواب شیخ می گوید۔ ''اگر دریں خواب خصوصیتے نمی بود بیان نمی کردم''۔

ازیں بیان معلوم می شود کہ شیخ می خواہد بمردم ایں امر را بر ساند کہ بعد ازیں خواب سلسلہ تعلیم ظاہری او منقطع شد و سلسلہ تعلیم در خواب آغاز شدہ۔

خواب دوم وسوم کہ فہم قرآن را منحصر در شیخ قرار می خواہد

شیخ احمد احسائی در کتاب خود می نویسد۔

''انی رایت فی المنام، کانی اریٰ جمیع الناس ساعدون علی السطوح یتطلون لشئی، فصعدت انا مسطح بیتنا، واذا انا اری شیئاً اتی ممابین المغرب والجنوب، وھو معلق بالسماء بطرف منہ، وطرف آخر متدل کالسرادق وھومقبل الینا، انا والناس کلھم، وکلما قرب منا، انحط الی جہت السفل۔ حتی وصل الینا۔ وکان اسفل مامنہ، ما کان عندی وقبضتہ بیدی واما ھوشئی لطیف لا تدرکہ ملمتہ اللمس بالجسم، الا بالبصر، وھو ابیض بلوری یکاد تنکھی من شدۃ لطافتہ، وھوخلق سوجتہ علی ھئیۃ نسیج الدرع، ولم یصل الیہ احد من تلک الخلائق المتطلعین الیہ غیری۔

و رایت لیلۃ اخری، کان الناس کلھم یتطلعون علی السطوح۔ کالرویا الاولی۔ الی شئی نزل من السماء وقد سد جہتہ السماء الا جمیع اطرفہ متصلۃ بالسماء، ووسطہ متخفص، ولم یصل

الیہ من تلک الخلائق احد غیری ۔ لان اخفض مافی وسطہ المتدلی،ھوالذی وصل الی قبضتہ بیدی وھو غلیظ ثخین ۔ سیرۃ الشیخ احمد الاحسائی ص ۱۴

شیخ احمد می گوید کہ شبی در خواب دیدم کہ تمام خلق بر بامھا بر آمدہ اند کہ مشاہدہ چیزی نمایند۔ من نیز بہ بام خانہ خویش برامدم، دریں حال، چیزے از مابین مغرب وجنوب آمد یک طرفش متصل بآسماں طرف دیگر بزمین آویختہ ہر چہ بزدیکر میشد فروتر می آمد تا آنکہ بما رسید پس طرف اسفلش پیش من آمد ہا دست خویش اورا گرفتم چنداں لطیف بود کہ با دست ملموس نمی گشت لیکن بچشم محسوس بود کہ جسمی است بلوری وسفید کہ از شدت صفا قریب بخفا است، و چوں حلقھای زرہ بافتہ ۔ و جز من براو کسی دست نیافتہ و نیز شبی در خواب دیدم کہ ہمان قسم مردم نیز بر بامھا بر آمدہ اند کہ مشاہدہ چیزی نمایند ۔ من نیز بر آمدم و مینگریم بچیزی کہ از آسمان آمدہ و جہاتش بآسمان متصل و وسطش با خانہ مقابل ۔ و دست احدی جز من بوی نرسیدہ ۔ آنرا گرفتم جسمی غلیظ و ثخین بود۔

ایں ہر دو خواب را شیخ عبداللہ ہم در شرح احوال شیخ احمد احسائی بے کام و کاست آوردہ است۔

دراین خواب دو امور بطور خاص قابل توجہ اند اول اینکہ اومی گوید۔نزل من السماء یعنی از آسمان نازل شد ۔ دوم اینکہ ''لم یصل الیہ من تلک الخلائق احد غیری'' یعنی ازیں خلائق جز من باو کسے دست نیافتہ۔

و ہمہ دانند کہ مراد از ریسمان آویختہ شدہ از آسمان ''حبل ممدود'' قرآن است گویا شیخ احمد می خواہد کہ بایں خواب بہ مریدان و تابعین خود بفہماند کہ ہمہ خلائق از فہم قران عاجز اند و فہم قران منحصر شدہ است در شیخ احمد احسائی ۔ چنانچہ آقائے لیقوانی در کتاب خود 'اینست شیخی گری' ہم ہمیں نتیجہ اخذ کردہ اند ۔ آنہا می فرمایند۔

''با توجہ باینکہ در روایات واردہ مقصود از ریسمان اویختہ شدہ از آسمان قران

است ،وحتی درحدیث معروف ثقلین ہم ازقرآن بہ جبل ممدو تعبیر آوردہ شدہ است ۔با دیدن این خواب ایشاں علم قرآن رابخو داختصاص می دہد ۔وھمہ راازفہم قرآن عاجز می داند کما اینکہ شاگردش حاج محمد کریم خان کرمانی میگوید ،خداوند مارامخصوص کردہ است ببرکات سادات ماں بعلم تفسیر وچیز ھائے ازآں کہ درنزد غیر مایافت نمی شود۔

انیست شیخ گری ص۲۲

خواب چہارم شیخ درادعائے بلندترین مقام و بمقابلہ ہمہ خلائق

شیخ می گوید کہ اوایں خواب راہم دیدہ است کہ:

''وروی لی ۔ایضاً ۔کان جبلًا عالیًا، الی عنان السماء وحولہ من جمیع جوانبہ ۔رمال بسالہ، وکل الخلائق ، یعالجون فی سعودہ ۔ولم یقدر احد منھم ان یصعد منہ قلیلا ، واتیت انا و صعدتہ کلمح البصر ۔باسھل حرکتہ الی اعلاہ وامثال ذا لک من الامور الغریبۃ التی اعجز من احصائھا''۔ سیرۃ الشیخ احمدالاحسائی ص۱۴

شیخ می گوید کہ من ایں راہم درخواب دیدم کہ گویا کوہی بسیار بلند است کہ از اطراف بآسماں رسیدہ است وھمہ خلق درتدبیر بالارفتن بروئید ۔واحدی رامقدور نیست کہ برآں کوہ اند کے ہم بالا رود والا من دریک چشم زدن باکمال سہولت تا قلہ دی رفتم وایں چنیں امور غریبہ بسیار است کہ درخواب دیدہ ام کہ من ازاحصاء کردن آنہا عاجزام ۔

درایں خواب دوامور بطور خاص قابل توجہ اند ۔اول اینکہ شیخ می گوید :وکل الخلائق یعالجون فی صعودہ ولم یقدر احد منھم''یعنی ھمہ خلائق درتدبیر بالا رفتن بروئید واحدی را مقدور نیست کہ برآں کوہ اند کے ہم بالا رود۔

دوم اینکہ شیخ می گوید: الامن در یک چشم زدن با کمال سہولت تا قلای رفتم۔

وایں ادعائے مقامے است کہ شیخھا بویژۃ کریم فانھا ادعامن کنند کہ آنہا ازھمہ انسا نھا شریفتر وودرمقام ومرتبہ سوم از بشریت قرار گرفتہ اند:

اول پیامبر دوم امام سوم رکن رابع وناطق واحد کہ جزو چہارم ارشادالعوام برائے اثبات ایں مطلب نوشتہ شدہ است۔ تا اینجا شیخ خوابھائے کہ بیان کردہ از ینھا می خواہد کہ بمریدان وشاگردان وتابعین خویش راہفھماند کہ ہمہ خلائق جز او ازفہم قرآن عاجز اند۔ ودیگراینکہ درجامعہ بشریت وخلائق عالم کسے مرتبہ ومقام بالا وھم پلہٗ اونیست واو درجامعۂ بشریت وخلائق عالم ازھمہ بالاتر است۔

خواب پنجم شیخ درمعلوم کردن ترکیب برائے طلب کردن آئمہ

شیخ یک قدم بیشتری گذارد ومی گوید کہ:

"ثم انی رایت لیلۃ، کانی دخلت مسجداً فوجدت فیہ رجالاً ثلاثۃ، وشخص آخر یقول لکبیر الثلاثۃ یا سیدی کم اعیش، فقلت من ھولاء؟ ومن ھذا الذی تسألہ؟

فقال ہذاالحسن بن علی بن ابی طالب علیھم السلام فمضیت الیہ وسلمت علیہ وقبلت یدہ۔ تو ھمت ان الذی معہ، الحسین وعلی ابن الحسین، علیھم السلام۔ فقلت: انا یا سیدی۔ کم اعیش؟

فقال: خمس سنین، او اربع سنین۔ او قال خمس سنین واربع سنین۔ فقلت لہ الحمد اللہ۔ ثم کانی انا وھم قیام فقلت لہ یا سیدی۔ اخبرنی بشئی۔ اذا قرأتہ رأیتکم، فقال لی (کن عن امورک معرضا۔ وکل الامور الی القضاء)۔ سیرۃ الشیخ احمد الاحسائی ص ۱۴۔۱۵

شیخ می گوید کہ شبی درخواب دیدم کہ بمسجدی درآمدم سہ نفر مرد و شخص دیگر یافتم آں شخص از بزرگ آنہا پرسید ۔ یا سیدی چقدر زندگانی خواہم کرد ۔ گفتمش مگر ایں کیست ۔ گفت حسن بن علی است علیہما السلام ۔ نزدیک رفتہ سلام کردم ۔ و دست مبارکش رابوسیدم ۔ و چناں گماں بردم کہ دو نفر دیگر حسین بن علی و علی بن الحسن اند، علیہما السلام ۔ فرمود علی بن الحسین و باقر اند عرض کردم ۔ زندگانی من چہ خواہد بود ۔ فرمود پنج سال یا چہار سال یا فرمود پنج سال و چار سال گفتم الحمد للہ ۔

دریں وقت گویا من وایشاں ایستادہ ایم عرض کردم یا سیدی مراچیزی بیاموز کہ چوں قرأت کنم شمارا زیارت نمایم فرمود ایں ربیات رامداوت نما ہر گاہ خواہی بینی ۔

کن عن امورک معرض ۔ وکل الامور الی القضاء (الخ)

شیخ ازیں خواب می خواہد کہ بہ مریدان وشاگردان خود بفہماند کہ او چگونہ ترکیب بہ رسیدن بہ خدمت آئمہ یا طلب کردن آنہارا دانست ۔ و چگونہ او بمراتب عالیہ رسید کہ جز او کسے بایں مراتب عالیہ نرسیدہ است ۔

خواب ششم شیخ باب دیدن آئمہ درخواب مفتوح شد

شیخ در کتاب سیرۃ خود می نویسد ۔

"والحاصل: ثم انی بقیت اقرأ الابیات کل لیلۃ ،واکررھا ،ولا اراھم علیہم السلام بکم شھر ، ثم انی ۔ استشعرت انہ علیہ السلام ۔ ما یرید منی قرأت الابیات وانما یرید التخلق بمعانیھا ۔ فتوجھت الی الاخلاص فی العبادہ، وکثرۃ التفکر ۔ والنظر فی العالم وکثرۃ قراءۃ القران ، والاعتبار والا استغفار فی الاسحار ، فرایت منامات غریبۃ عجیبۃ ، فی السموات و فی الجنات و فی عالم الغیب والبرزخ ، ونقوشا ، والوانا تبھر العقول ۔ ثم انفتح لی رؤیتھم علیہم السلام ۔ حتیٰ انی اکثر اللیالی ۔ والایام ، اری من شئت منھم ۔ علی ما اختار منھم الذی اراہ ۔ علیہ

السلام ۔واذا رایت احداً منھم ۔وانتبھت ۔وانقطع کلامی ۔قبل تمامہ ۔رجعت فی النوم ،و رایت ذالک الذی رایتہ عنہ منقطع کلامی حتی اتممہ'' سیرۃ الشیخ احمد الاحسائی ص ۱۶۔۱۷

یعنی خلاصہ ایں است کہ آں ابیات را کہ در خواب تعلیم گرفتہ بودم بر قرائتش مداوت میثمودم، و اثری نمی دیدم وقتی بخاطرم رسید کہ مراد تخلق ۔بمضامین اشعار است ۔نہ قرأت وتکرار ۔پس بر عبادت افزودم، فکرت ونظری نمودم ۔وقرأت قرآن وتدبر در معانی آں و استغفار در اسحار بسیاری کردم ۔پس من بعد خوابھائی عجیبہ و چیز ہائے غریبہ در آسمان وزمین و جنات و برزخ وعوالم غیب وشہادت از نقوش والوان مشاہدہ می کردم ۔کہ عقول درآں حیران است ۔وابواب دیدن خواب بر ویم مفتوح شد حتیٰ اینکہ غالب شبھا ھر یک از آن بزرگواران را کہ می خواستم زیارت وعرض حاجت میکردم وجوابھا میفرمودند حتی آنکہ اگر در وسط کلام بیدار میشدم باز بخواب رفتہ ازھماں مقام فرمائش را بانجام میرسانیدند شیخ عبداللہ پسر شیخ احمد ہم ایں خواب را در شرح احوال شیخ احمد احسائی بر ص ۱۳ بہیں طور آوردہ است ۔

خواب ہفتم شیخ مطالبہ ترک دنیا از پیغمبر

شیخ در کتاب سیرۃ خودی نویسد ۔

وکنت فی اول انفتاح باب الرویاء رایت الحسن بن علی بن ابی طالب فسالتہ عن مسئلۃ فاجابنی ۔ثم کم ستۃ رایت النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وقلت یا سیدی ۔ارید منک ان اقطع الدنیا اصلاً بحیث لا اعرف فقال ھذا اصلح ۔فشددت علیہ فی الطلبۃ ۔فتغافلنی ومضیٰ عنی ۔من حیث لا اشعر ۔ففشلت علیہ ثم وجدتہ ،وقلت لہ ،انا ارید منک ھذا المطلب فقال لی ۔یکن بعد حین ۔فتغیب عنی ،فطلبتہ فوجدتہ وشددت علیہ مرارا ،بمرۃ یقول ھذا اصلح ،ومرۃ یقول بعد حین ۔ والحاصل انی رایت اکثر الائمۃ ۔علیھم السلام ۔وظنی کلھم الا الجواد (ع) فانی متوھم

فی رویته فکل من رایت منهم تجنبنی فی کل ماطلبت الامسئلته الانقطاع ۔ فان جوابهم لی فیه کجواب النبی صلی اللہ علیہ وآلہ ۔ سیرۃ الشیخ احمد الاحسائی ص ۱۷ ۔ ۱۸

دراول امروقتی خدمت حضرت حسن بن علی علیہ السلام رسیدم ومسائل چند پرسیدم وجواب شنیدم ۔ بعد از چند سال خدمت حضرت پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ رسیدم ۔ عرض کردم یا سیدی استدعا دارم کہ دنیا ترک کویم ومعروف خلق نباشم ۔ فرمود ایں حال کہ ترا است اصلح است ۔ مبالغہ نمودم ۔ تغافل فرمود وگذشت ۔ در طلبش بر آمدم ونیز بخدمتش رسیدم وبر مبالغہ افزودم فرمود ممکن است پس از چندی ونیز غایب شدہ باز تجسس نمودہ بخدمتش رسیدم وبر اصرار میفزودم وتکراری نمودم گاہی فرمود ایں حالت اصلح است وگاہی فرمود پس از چندی

شیخ عبد اللہ در شرح احوال شیخ احمد احسائی ص ۱۴ ہم ہمیں طور نوشتہ است ۔

لیکن رئیس مذہب شیخیہ رکنیہ کرمان محمد کریم خان کرمانی ہم ایں خواب اجمالی شیخ را بہ تفصیل بیان می کند می گوید کہ:

ایشاں تا توانستند درمیان خلق نیامدند واز دنیا و مال و جاہ دنیا اجتناب فرمودند و قریب بہ پنجاہ سال در گوشہ انزوا نشستند و بسیای از عمر خود را در بیا بانہا و کوھھا و گوشہ ھا گزرانیدند ۔ ھدایت الطالبین ص ۱۱۵

و در صفحہ بعد می گوید :۔

تا آنکہ شب حضرت پیغمبر را صلوات اللہ علیہ وآلہ بخواب دیدند کہ فرمود باید بردی وعلم خود را کہ ما بتو انعام کردہ ایم درمیان خلق آشکاری کنی کہ مذاہب باطلہ درعالم شیوع گرفتہ است ۔ باید بردی وآں باطلھا راسر اندازی ۔ چوں بیدار شدند بسیار ازیں خواب غمگین شدند کہ باید صبر بر مکایدہ انزال ومعاشرت ارزال کنند با خود خیال کردند کہ متوسل میشوم بحضرت امیر المومنین علیہ السلام کہ حلال مشکلات است کہ ایں خدمت را از عہدہ من بردارند ۔ دمرا

بریاضت ومجاهده خود باز گذارند ۔ پس متوسل شدند ۔ وحضرت امیر را درخواب دیدند که فرمود که آنچه برادرم پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ فرموده اند ازاں گریزی نیست باید بروی وعلم ما را بمردم برسانی واصلاح ایں امور فاسده راہنمائی ۔ بیدار شدند غمگین وحیران ۔ با خود خیال کردند که صاحب ساعت وحلم وجود حضرت امام حسن است ۔ علیہ السلام ۔ متوسل باں ۔ بزرگواری شوم وازایشاں درخواست می کنم که ایشاں شفاعت کنند وایں خدمت را از عهده من برادرند متوسل شدند وخوابیدند حضرت امام حسن را علیہ السلام درخواب دیدم که فرمودند که آنچه جدو پدرم علیہما السلام فرموده اند از آں چارهٔ نیست باید بروی وامر را بانجام برسانی ۔ باز غمگین وسرگرداں ازخواب بیدار شدند با خود گفتند که شفیع جمیع خلائق حضرت امام حسین علیہ السلام است وجمیع امر عالم بواسطہ ایشاں بانجام می رسد متوسل بایشاں می شوم شاید ایشاں چارهٔ ازبرائے من کنند ۔ متوسل بایشاں شدند درخواست بخدمت حضرت امام حسین علیہ السلام رسیدند فرمودند که آنچه جدو پدر وبرادر بزرگوارانم فرموده اند تخلف ندارد ۔ وچاره ازآں نیست باید بروی وامر را بانجام رسانی ۔ ودیں را اصلاح کنی ۔ باز پریشان وحیران ازخواب بیدار شدند ۔ ودیگر نمیدانم که هر یک هر یک از آئمہ علیہم السلام ایں طور ملتجی شدند وایں جواب راشنیدند یا آنکہ بعد بھماں صاحب عصر عجل اللہ فرجہ متوسل شدند ۔

خلاصه باز ایشاں را درخواب دیدند وایشاں هم فرمودند که آنچه اجداد طاهرین فرموده اند هماں است وگریزی ازاں نیست باید بروی وامر را بانجام رسانی وتحریف غالین ودعوی مبطلین وکلمات جاهلین را برطرف کنی ۔ خلاصه اجازه با وعطا فرموده اند بهر همه آئمہ علیہم السلام که امر تو ممضی است وحکم تو نافذ بروامر را بمردم برساں ۔ ایں بود که آں بزرگوار محنت معاشرت خلق را بر خود گذارند وصدمه منافقین را بر خود هموار کردند ودرمیان خلق علم وامر خود را آشکار کردند ۔ هدایت الطالبین ص ۱۱۶ تا ۱۱۸

شیخ درایں خوابہا ہر مسئلہ کہ میخواست معلوم می کرد

شیخ احمد احسائی در سیرۃ خود می نویسد ۔

''وکنت مدۃ اقبالی سنین متعددہ ما یشتبہ علی شی ۔ فی الیقضہ الا و اتا فی بیانہ فی المنام ۔ واشیاء مااقدر ضبطہا لکثرتھا ۔ واعجب من ھذا ما اری فی المنام الاعلی اکمل ما ارید فی الیقضۃ بحیث یفتح لی جمیع ما یوید ادلتہ ویمنع ما یعارضہ ۔ وبقیت سنین کثیرہ علیٰ ھذاہ الحال ۔ حتیٰ عرفنی الناس واشتغلت بھم عن ذالک الاقبال والسد ذالک الباب المفتوح فلکنت الآن ، ما اراھم علیھم السلام الانادراً من الاحوال ۔ سیرۃ الشیخ احمد الاحسائی ص ۱۸۔۱۹

یعنی من سالھا سال ایں چنیں خوابھا را می دیدم کہ در بیداری ہر مسئلہ کہ بر من مشتبہ می شد بیان تفصیلی آں در خواب من می آمد و بسیاری از چیز ھا را مشاہدہ می کردم کہ از کثرت انہا من نمی توانم آنہا را ضبط کنم وعجب ترین آنہا ایں است کہ آنچہ من در حالت بیداری ارادہ می کردم در خواب بصورت اکمل ترین آں را می دیدم بہ ایں طور کہ تمام آنچہ کہ ادلہ آں را تائیدی من کنند بر من مفتوح می شد ۔ ومن بسیارے از سالھائے زندگی بہ ہمیں حال گذرانیدم تا آنکہ مردم مرا شناختند و من از ایں اقبال با آنہا مشغول و مصروف شدم و ایں باب مفتوح خوابھا بر من مسدود شد و من اکنوں آنہا را نمی بینم مگر شاذ و نادر ۔

شیخ عبداللہ ایں کلمات شیخ را در شرح احوال پدرش بیان نہ کردہ است ۔ خوانندہ عزیز خود غور بفرمایند کہ چرا ؟ شاید نمی خواہد کہ ایں باب مفتوح را کہ بر پدرش مفتوح شدہ بود مسدود بنویسد ۔

خوابے درامور نادرہ

شیخ در سیرۃ خودمی نویسد۔

وکان من جملۃ ھذا الامور النادرۃ انی رایت امیر المومنین علیہ السلام ۔ فی مجلس مشحون من العلماء والاجلاء ۔ فلما اقبلت ، قام علیہ السلام فقعدت عند النعل ، فقال اقبل ، ماھذا مقامک ، فقمت ، ثم قعدت قریباً ۔ فقال اقبل ۔ لم یزل (ع) یقربنی ۔ حتی اقعدنی فی جانبہ ۔ وکان مماسألتہ ھل یجوز ۔ بیع الصبرۃ ؟ فقال لا ۔ ثم ذکرت لہ حاجتی ۔ فقال اما مافی یدی شئی فقلت لہ نعم ، ولکنی اتیت الیک من الذی بینی و بینک ۔ ارید مما اعرف من مقابک عن اللہ ، فلما قلت لہ ۔ ذا لک ، قال أنش (انشاءاللہ) یکون بعد حین ۔ (سیرۃ الشیخ احمد الاحسائی ص ۱۹)

شیخ عبداللہ ہم ایں خواب را در شرح احوال شیخ احمد الاحسائی چنیں نقل کردہ است:

ونیز می فرمود ۔ وقتی خدمت حضرت امیر علیہ السلام رسیدم ۔ در مجلس مشحون بر علماو اکابر ۔ پیش رفتم آں حضرت بجہت تعظیم واجلالی بندۂ خویش برخاست در صف نعال نشستم ۔ فرمود پیش بیا کہ آنجا جای تو نیست ۔ پس برخواستم نزدیک آں بزرگوار نشستم ۔ پس نزدیک ترم بخواند ۔ ومن ھمی میرفتم تا آنکہ از ھم رفتم بہ پیش و مرا در کنار خویش نشاند ۔ مسائلی چند پرسیدم ازاں جملہ آنکہ بیع صبرہ جائز است یا نہ ۔ فرمودنہ ۔ پس حاجت خویش راعرض کردم فرموم چیز در دست ندارم گفتم بلی ۔ ولی آمدہ ام در خصوص امر معہود کہ منزلت و مقام تو رانزد پروردگار بدانم فرمود انشاءاللہ خواہی دانست ۔

شرح احوال شیخ احمد الاحسائی ص ۱۵ ۔

شیخ احمد احسائی بہ جعل کردن ایں خواب می خواہد کہ بہ مریدان و تابعین خود ایں سہ امور را بفہماید اول اینکہ او مقامے و منزلتے دارد کہ بعد از آئمہ اطہار (ع) ہیچ کسے را حاصل نیست ۔ لہذ او قتیکہ او در مجلس مشحون علماء و اکابر داخل می شود امیر امیر المومنین بجہت تعظیم و

اجلال شیخ برخاست و در پہلوئے خویش جائے داد۔

دوم اینکہ بہ بیان این سوال کہ آیا ہیچ صبرہ جائز است یا نہ و جواب امیر المومنین در نفی کردن می خواہد کہ بہ مریدان و تابعین خود بفہماند کہ او علم فقہ و حدیث و تفسیر را این طور از آئمہ علیہم السلام تحصیل کردہ است و در دنیا از استادے و در ہیچ مدرسہ دریں علوم درس نخوا است۔

سوم اینکہ شیخ می خواہد کہ ازیں خواب مریدان و تابعین خویش را بفہماند کہ او بر خلاف تمام علماء شیعہ امیر المومنین را کہ علت فاعلی تمام کائنات قرار دادہ است این منزلت و مقام خویش را خود امیر المومنین او را در خواب خبر دادہ اند۔

تمام خوابھای شیخ وحی والہام بودند

ہمہ می دانند کہ از اقسام وحی والہام بہ فرستادگان و نمایندگان الٰہی یکے خواب می باشد شیخ ہم دعویٰ می کند کہ این تمام خوابہائے او از جانب خداوند متعال وحی والہام بودند چنانچہ می گوید:

''وکنت فی تلک الحال۔ دائماً۔ اری منامات وھی الہامات''

سیرۃ الشیخ احمد الاحسائی ص ۱۹

''یعنی من دائماً و ہمیشہ در ہمیں حال بودم کہ خوابہا می دیدم۔ و این ہمہ خوابہا وحی و الہام بودند''۔

شیخ عبداللہ این بیان شیخ را تفصیل دادہ در اخیر شرح احوال شیخ چنین می گوید۔

خلاصہ رویای آن والا مقام بر سبیل کشف والہام بود نہ اضغاث احلام و در مقام خدمت ہر یک از آئمہ اطہار علیہم السلام کہ می خواستند میرسیدند و خواب کافی و شافی با اقسام ادلہ و براھین میفرمودند کہ ابد احتیاج بمراجعہ و مطالعہ کتب نبود و اگر احیاء ارجوع میفرمود بعینھا

هماں بود کہ درخواب آزمودہ بود۔ شرح احوال شیخ احمد الاحسائی ص ۱۷۔

وجانشین اول شیخ سید کاظم رشتی در کتاب دلیل المتحیرین از ص ۱۶ تا ص ۲۰ علوم شیخ رابیان کردہ تا بہ چہل علوم نوشتہ می گوید۔

''ولا نشک انہ من لدن رب الارباب وتسدید الآئمۃ الاطیاب''

دلیل المتحیرین ص ۲۱۔

یعنی ما رادریں ہیچ شک وشبہ نیست کہ ایں ہمہ علوم شیخ منجانب خدا وتسدید آئمہ الاطیاب بودند''

شیخیہ احقاقیہ کویت شیعیان را گول می زنند

حجۃ الاسلام فاضل العلامہ آقائے محسن الامین العاملی در کتاب معروف خود'' اعیان الشیعہ'' بر دعوائے کشف والہام شیخ اعتراض کردہ بود۔ لہذا رئیس مذہب شیخیہ احقاقیہ کویت مرزا علی الاسکوئی الاحقاقی در کتاب عقیدۃ الشیعہ در ضمن الانتقاد علیٰ اعتراضات العاملی می نوسید:

ولما نقل ترجمۃ السید الرشتی عن دلیل المتحیرین بطولھا فی صفحہ ۳۹۴ الی صفحہ ۳۹۷ فی کتابہ الاعیان انتقد الفاضل العاملی علیٰ ترجمتہ فی مواقع ثلاثۃ لا باس بنقلھا لیتبین انصاف ومیزان فہمہ ومقدار علمہ۔

''الاول ان السید لما مدح استاذہ بانہ لم یاخذ علومہ من استاذ قط۔ ولیس لہ شیخ معروف معانہ حصل اکثر العلوم النقلیۃ والعقلیہ۔ ولہ فی اکثرھا آراء انظار الی ان قال۔ انما ھو من بعض الالھامات و النفث فی الروع او من مثل الکشف والاشراق ونحوذ الک من العنایات الخاصہ۔ انتقد الفاضل العاملی علیہ فی صفحہ ۳۹۷ بقولہ۔ دعویٰ الکشف واللھام والخروج عن ظواھرا الشریعۃ الی بواطنھا بدون برھان قطعی ولا نص جلی لا یقبل الاحتمال

ولا تاویل مفسدة مابعدها مفسدة ۔ وبسببها کان ضلال بعض الفرق وخروجها عن دین الاسلام

اقول قد تبین لک قبلا ان الشیخ (قدس سرہ) لم یدع الکشف والالھام والاشراق فی شئی من بیاناتہ ورسائلہ وانما تلمیذہ (رہ) لما رای ان شیخہ لم یاخذ معلوماتہ من استاد معروف مع تلاطم علومہ من ای فن کان فمن محبتہ وحسن ظنہ للشیخہ حمل ذالک علی الالھام والنفث فی الروع ۔

عقیدة الشیعہ در ضمن الانتقاد علی ترجمة العاملی ص ۱۲۴ ۔ ۱۲۵

یعنی فاضل العاملی در کتاب اعیان الشیعہ صفحہ ۳۹۴ تا ۳۹۷ از کتاب دلیل المتحیرین ترجمہ شیخ را نقل کردہ ۔ و در آں سہ تا مواقع تنقید کردہ است ما آں را دریں مقام نقل می کنیم تا انصاف فاضل محسن الامین العاملی اشکار گردد ۔ ومیزان عقل وفہم او معلوم شود ومقدار علم او ظاہر شود ۔

اول اینکہ چوں کاظم رشتی در مدح استاد خود نوشتہ کہ شیخ علوم خود را از ، ہیچ استاد حاصل نکردہ و نہ او را شیخ معرف بودہ ۔ درانحالیکہ او اکثر علوم نقلیہ وعقلیہ را حاصل کردہ ، و درآں علوم شیخ را خاص افکار وانظار اند ، او در بارہ شیخ خود ایں را گفتہ کہ ایں تمام علوم وفنون از وحی وکشف والہام بودہ ۔ ونتیجہ عنایات خاصہ بودند ۔

چوں فاضل العاملی از جانب سید کاظم رشتی در مدح استاد خویش ایں مطلب را دید در کتاب اعیان الشیعہ بر صفحہ ۳۹۷ چنیں تنقید کردہ کہ : دعوائے کشف والہام وخروج از ظواہر شریعت بسوئے بواطن بدون دلیل قطعی ونص جلی نہ از روئے احتمال قابل قبول است و نہ از روئے تاویل ، یک مفسدہ الیست کہ مابعد مفسدھا دارد وازیں سبب بعض فرقھا گمراہ شدہ اند واز دین اسلام خارج شدہ اند ۔

رئیس مذہب شیخیہ احقاقیہ کویت مرزا علی الاسکوئی الحائری الاحقاقی در جواب فاضل عاملی می گوید کہ شیخ احمد احسائی ہرگز برائے ہیچ چیز دعوائے کشف ووحی الہام نکردہ ۔ نہ گاہے ایں را از زبان بیان کردہ نہ در ہیچ رسالہ نوشتہ ۔

ہر صاحب انصاف می داند کہ از یں بیان فاضل العالمی در انصاف او و میزان عقل وفہم او ومقدار علم او ہیچ اشکالے ظاہر شدہ۔ بلکہ از بیان رئیس شیخیہ احقاقیہ کو بیت مثل شیطان کول زدن آنہا بہ شیعیان جہاں ظاہر و آشکار شدہ است۔

تمام خوابہاے شیخ معائنہ بودند کہ امکان غلط نداشت

شیخ در کتاب سیرت خودی نوسد

''فانی اذا خفی علی شئی ۔ رایتۂ بیانہ ولوا جمالاً ، ولکنی ، اذا اتانی بیانہ فی الطیف ، وانتبہت ، ظہرت لی المسئلۃ بجمیع مایتوقف علیہ من الادلۃ ۔ بحیث لا تخفی علی احوالھا ۔ حتی انہ لو اجتمعت الناس ، ما مکنھم یدخلون علی شبھۃ فیھا ، فاطلع علی جمیع ادلتھا ۔

ولو اوردوا علی الف مناف ، والف اعتراض ، ظہر لی جمیع محاملھا و اجوبتھا بغیر تکلیف ۔ وجدت جمیع الاحادیث کلھا جاریۃ علی طبق ما رایت فی الطیف لان الذی اراہ فی المنام معاینۃ لا یقطع فیہ غلط ۔

واذا اردت ان تعرف صدق کلامی فانظر فی کتبی الحکمیہ ۔ فانی فی اکثرھا ، فی اغلب المسائل خالفت جل الحکماء والمتکلمین ، فاذا تاملت فی کلامی ۔ رایۃ مطابقاً لاحادیث الآئمۃ الھدیٰ علیہم السلام ۔ ولا تجد حدیثاً ۔ یخالف شیئاً من کلامی ۔ وتری کلام اکثر الحکماء والمتکلمین مخالفاً بکلامی والاحادیث الآئمۃ ۔ علیہم السلام ۔ حتی بلغ منھم الحال ، الی ان اکثرھاما یعرفون کلام الامام (ع) ولکن اذا اردت البیان ۔ فانظر بعین الانصاف ۔ تعرف صحت ما ذکرت فانی ما تکلم الا بدلیل ۔ منھم ۔ علیہم السلام (سیرۃ الشیخ احمد الاحسائی ص ۴۰)

شیخ می گوید کہ چوں برمن چیزے در خفای می ماند، من بیان آں را در خواب می دیدم ۔ اگر چہ بطور اجمال لیکن چوں بیانش در خواب من می آمد ۔ و من بیدار می شدم ۔ آں مسئلہ با جمیع دلائل و براہیم قاطعہ برمن ظاہر می شد ۔ بایں طور کہ احوال آں برمن مخفی نمی ماند

۔تا اینکہ اگر تمام انسان جمع شوند نمی توانستند، کہ دریں مسئلہ ہیچ شبھہ بر من داخل کنند۔پس من بر جمیع دلائل و براھین آن شبھہ مطلع می شدم۔

واگر ہمہ مردم بر من ہزار اختلاف وہزار اعتراض وارد کنند،بغیر تکلیف برائے من محامل و جوابھای آں ظاہر می گشت ۔ومن می یافتم کہ جمیع احادیث کلیتاً بر طبق آں خواب من جاری اند کہ من دیدہ بودم ۔چرا کہ آنچہ من در خواب میدیدم معاینہ بود کہ در آں غلط واقع نمی شود۔

و چوں ارادہ کنی کہ صداقت کلام مرا بدانی پس در کتب حکمت و فلسفہ من نظر کن۔ چرا کہ من در اکثر آنھا در اغلب مسائل مخالفت جلیل القدر حکماء و متکلمین کردہ ام ۔پس چوں در کلام من تامل می کنی می بنی کہ آں مطابق احادیث آئمۃ الھدی علیھم السلام ۔است۔

وتو یک حدیث را در یک چیز مخالف کلام من نخواہی یافت ۔وکلام اکثر حکماء و فلاسفہ و متکلمین را می بنی کہ مخالف کلام من و احادیث آئمۃ علیہم السلام ۔است تا اینکہ حالت ایشاں تا بہ اینجا رسیدہ است کہ اکثر انھا معرفت کلام امام (ع) راندارند ۔لیکن چوں ارادہ دانستن صحت کلام من کنی، پس بہ نظر انصاف نگاہ کن تا آنچہ را من بیان کردہ ام صحت آں را بدانی ۔چرا کہ من ہیچ کلامے نمی کنم ۔لیکن بدلیلے کہ از آنہا معلوم کردہ ام علیھم السلام۔

شیخ عبداللہ ایں بیان شیخ احمد احسائی را در شرح احوال او نقل نہ کردہ است چوں ازیں کلام او، مخالفت جمیع کلام جلیل القدر حکماء و متکلمین از شیخ صدوق گرفتہ تا بہ علامہ مجلسی ظاہر است و مریدان و تابعین او در جواب ایراد علماء شیعہ می گویند کہ شیخ ہماں چیز گفتہ کہ تمام علمائے شیعہ گفتہ اند ۔لہذا بیان شیخ را کہ او بقلم خود، و بخط خود نوشتہ ترک کردہ اند۔

وایں امر ہم قابل غور است کہ او از کجا دانستہ کہ کلام او مطابق کلام و احادیث امام است، و کلام دیگر حکماء و متکلمین مخالف احادیث امام علیہ السلام ۔است وایں امر در مقام خود بیان خواہد شد

آخرین خواب وحصول اجازه هائے آئمہ و مامور شدن شیخ

شیخ در سیرت خودمی نویسد۔

ولقد کان بینی و بین الشیخ محمد بن الشیخ حسین بن عصفور البحرانی ۔رحمھم اللہ ۔بحث کثیر ۔واکثر الانکار علی ۔ثم انصرفنا ۔فلما جاء اللیل ۔رایت مولای علی بن محمد الھادی ۔علیہ وعلی آبائہ الطیبین وابنائہ الطاھرین ،افضل الصلوٰۃ وازکی السلام۔

فشکوف الیہ حال الناس ۔فقال علیہ السلام ۔اترکھم وامض فیما انت فیہ ۔ثم اخرج الی اوراقا علی حجم الثمن ۔وقال ھذہ اجازتنا الاثنا عشر فاخذتھا وفتحتھا ۔واذکل صفحۃ مصدرہ بسم اللہ الرحمن الرحیم ۔بعد البسملہ ۔اجازہ واحد منھم ۔علیہم السلام وکان مما آمرونی بہ ۔ووعدونی بہ، ووصفونی علیھم السلام ۔ بہ مالا یصدق بہ کل من سمع استعظاما لہ ۔وانی لست اھلا لہ ،حتی انی قلت للنبی صلی اللہ علیہ وآلہ ۔من القائل بذالک؟ فقال انا القائل ۔فقلت یا سیدی ۔انت تعرفنی ۔وانا اعرف نفسی انی لست اھلا لذالک ۔فلای سبب قلت ذالک؟ فقال بغیر سبب ؟فقلت بغیر سبب ؟فقال امرت ان اقول کذا!

فقال نعم ۔وامرت ان اقول :ان ابن ابی مدرس من اھل الجنۃ ۔وکان رجلا من اھل بلدنا ۔من جھال الشیعۃ ۔وقال ۔ایضاً ۔وامرت ان اقول ان عبداللہ العویدری من اھل الجنۃ ۔فقلت :عبداللہ العویدری من الجنۃ ؟ فقال لاتغتر بان ظاھرہ خبیث ۔فانہ یرجع الینا ولو عند خروج روح ۔ سیرۃ الشیخ احمد الاحسائی ص ۲۰-۲۱

چوں شیخ عبداللہ ایں خواب را در شرح احوال پدرش نقل کردہ است لہذا ما ترجمہ ایں خواب را ازاں نقل می کنم ۔شیخ عبداللہ می گوید کہ:

ونیز می فرمود وقتی میان من و شیخ محمد بن شیخ عصفور البحرانی بحث بسیار واقع شد و اصرار در انکار من می نمود چوں شب شد ۔خدمت علی بن محمد الھادی علیہ السلام رسیدم و

شکایت از حال مردم نمودم فرمود ترک کن ایشاں را ۔و بحال خویش مشغول باش ۔اوراقی چند مرا عطا کردند فرمود ایں اجازه ھائے دوازده گانہ ماست گرفتم وکشودم ۔ونظر نمودم ہر صفحہ مصدر بود بہ بسم اللہ الرحمن الرحیم ۔پس ازاں اجازه یکی از آں بزرگواران ومشتمل بود بر چیزی چند از اوصاف ووعدھا واموری کہ عظمت آنہا کس تصدیق آنہا نمی کند با آنکہ من اھل انھا نیستم ۔نیز می فرمود۔

خدمت حضرت پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ رسیدم ۔ تجلی فرمود ۔عرض کردم یا رسول اللہ ۔قائل ایں کلام کیست؟ فرمود منم، گفتم، یا سیدی تو بحال من آگاہی ومن نیز خویش را می شناسم کہ اھل ایں مقام نیستم بچہ سبب ایں کلام را فرمودی؟ فرمود بغیر سبب!

عرض کردم بغیر سبب؟ فرمود بلی ما ماموریم کہ چنیں بگویم! پرسیدم کہ ماموری؟ فرمود بلی ماموریم ونیز ماموریم کہ بگویم ابن مدرس از اھل بہشت است ونیز ماموریم باینکہ بگویم عبداللہ الغویدری نیز از اھل بہشت است ومغرور مشو بظاھرش کہ خبیث است چرا کہ رجوع بما میکنید ولو ھنگام مرگ۔ شرح احوال شیخ احمد الاحسائی ص ۱۵۔۱۶

علمائے عصر شیخ مخالفت افکار ونظریات شیخ کرده

دریں بیان از شیخ یک چیزے حاصل شده کہ تاکنوں حاصل نہ شده بود وآں اینست کہ آنچہ او بیان می کرده درآں یکے از علمائے بحرین الشیخ محمد پسر شیخ حسین بن عصفور البحرانی بشدت اختلاف کرده، وبحث بسیار نموده، واز افکار ونظریات شیخ اصرار درانکار کرده تا آنکہ شیخ درخواب بخدمت حضرت امام علی الھادی (ع) رسید وشکایت از حال مردم کرد۔ ازیں معلوم شد کہ آنچہ او در بحرین می گفت مردم از آں اختلاف می کردند ۔وایں امر ہم خیلے تعجب خیز است کہ امام فرمود کہ ترک کن ایشاں را وبحال خویش مشغول باش۔

وامر دیگر کہ قابل غور است ایں است کہ امام علیہ السلام ہشت اوراق شیخ را داد کہ

شانزدہ صفحہ می باشند۔ یعنی دوازدہ صفحہ اجازۂ ہر یک از آئمہ (ع) بود، و در چہار صفحہ باقی فمان ماموریت شیخ برائے ہدایت مردم و اوصاف و منصب عظیم او را بیان فرمودہ بودند۔ و آں اوصاف و منصب آں قدر عظیم بود کہ ہر کہ آنہارا بشنود نمی تواند آنہارا تصدیق کند و او نیز خود را باں اوصاف و منصب عظیم اہل نمی دانست حتی آنکہ پیغمبر صلی اللہ علیہ و آلہ او را مطمئن کرد کہ قائل ایں کلام منم و من از جانب خدا ماموروم کہ ماموریت تو را بتو عرض کنم۔ و او را چند اخبار علم غیب ہم شیخ را مطلع فرمود۔ لہذا ازیں ثابت می شود کہ امام علی نقی علیہ السلام او را بعد از مباحثہ و مخالفت شیخ محمد بن الشیخ حسین آل عصفور بحرانی دوازدہ اجازہ ھا بمہر آئمہ اطہار اثناعشر (ع) عطا نمودہ۔

و والد شیخ محمد یعنی الشیخ حسین آل عصفور بحرانی کسے است کہ سران شیخی ھا می گویند کہ او بشیخ اجازہ دادہ بود۔

اگر والد شیخ محمد یعنی الشیخ حسین آل عصفور بحرانی شیخ احمد احسائی را اجازہ می دادہ بود ایں وقت بود کہ شیخ بہ پیش شیخ محمد اظہار اجازہ دادن پدرش کند۔ لیکن او چنیں اظہار نکرد۔ بلکہ پیش امام علی نقی شکایت مخالفت مردم کرد۔ ازیں ثابت شد کہ شیخ ہیچ اجازہ از علمائے بزرگ شیعہ نہ گرفتہ بود۔ بلکہ ایں اجازہ ھا ساختہ و پرداختہ مریدان شیخ می باشند۔ و وجہ جعل کردن آنہا بعد خواہد آمد۔

شیخ در شرح زیارت بیش از ایں ادعا کردہ است

آقائے لیقوانی در کتاب لیست شیخ گری در بارہ ایں خوابھائے افسانوی وو نا احتمال دادہ اند۔ چنانچہ می فرمایند کہ:

ایں یک نمونہ از افسانہ آمیز بودن زندگی شیخ است۔ اگر ایں مطالب راستی از خود او باشد، کاملاً میرا سند کہ میخواستہ خود را از اول یک انسان فوق العادۃ و ممتاز معرفی کند۔ از اول دوران کودکی خود را مستحق و سزاوار یک مقام مقدس الٰہی بداند، ھمانطور کہ دیدیم ادعا کرد۔

واگر ساختہ و پرداختہ فرزند و مریدانش باشد، اول او را یک رہبر متفکر، نابغہ و فرستادہ شدہ از طرف خدا در نظر گرفتہ اند سپس شرح زندگی مناسب باں مقام نوشتہ اند۔

لئست شیخ گرمی ص ۱۰

اگر آقائے لیقوانی در شرح زیارت شیخ بر صفہ 111 نظر می کرد ضرورت دو احتمال دادن محسوس نمی کرد و آنچہ بطور احتمال اول نوشتہ است آں را بصورت حتمی و یقینی می نوشت۔ چرا کہ شیخ در شرح زیارت عظیم تر ازیں خواب بیان کردہ است۔ چنانچہ او پیش ازیں خواب، حقیقت سر اللہ را بر دو قسم تقسیم می کند، بعد ازاں قسم دویم سر اللہ را ھم بر دو قسم بیان کردہ و در قسم دوئی قسم دوم چنیں می گوید۔

قسم دوئی قسم دوئم سر اللہ، شیخ می گوید:

وقسم لایعلمہ احد منھم الا باقبال خاص ۔ وتعلیم خاص غیر ماھو بالاشراق والانبساط الاولے اوغیر ماھو من الوجود التشریعی ۔ بل بعنایۃ سبقت وخاتمۃ لحقت وذالک مثل اطلاع شخص منھم علی معرفۃ المنزلۃ بین المنزلین فی القدر فان ذالک مما نصوا علیھم السلام بانہ لا یعلمھا الا العالم او من علمھا ایاہ العالم"۔ شرح زیارت ص ۱۱۱ سطر ۱۶ تا ۱۸

یعنی قسم دوئی قسم دوم سر اللہ آں است کہ آں را (از انبیاء و مرسلین و ملائکہ مقربین و اوصیاء و آں مومنین کہ خدا در ایمان امتحان انہارا گرفتہ)

ہیچ کس نمی داند غیر از آنکہ او را آئمہ علیھم السلام بذریعہ اقبال خاص وتعلیم خاص می آزمودند۔ و ایں تعلیم نہ بطور تشریعی می باشد و نہ بطریقہ اشراق و انبساط کہ مثال آں را (درمیان سر القدر اول) سابقاً بیان کردم و ایں تعلیم بطور عنایت خاصہ دادہ می شود۔ یعنی از آئمہ علیھم السلام۔ کسی بہ شخص شخیص و بہ نفس نفیس آمدہ بمطابق معرفت منزل بین المنزلین در قدر را اطلاع می دہد و بلا شک ایں آں سر الہیاست کہ دربارہ آں آئمہ علیہم السلام خود نص فرمودہ اند کہ ایں سر الہی ہیچ کس نمی داند مگر عالم یعنی امام علیہ السلام باں کسے کہ خود امام بہ نفس

نفس آمدہ خود او را تعلیم فرمودہ باشد۔

شیخ احمد احسائی ازیں بعد می گوید کہ:

''ولقد رایت فی ایام اقبالی وتوجھی رویاء عجیبہ ملخصاً.........

(شرح زیارت ص ۱۱۱۔۱۱۲)

یعنی من در ایام اقبال وتوجہ عجیب وغریب خواب دیدم وایں خواب مذکور را بیان کردہ وکیفیت وچگونگی حالت پیغمبر را بیان می کند بعد ازاں مکالمات کہ بہ پیغمبر شدہ وسرہ خود نوشتہ بعینہ یا بشارت جنت برائے عبداللہ الغویدری بیان کردہ ومطلب شیخ ایں است کہ لہٰ مہاو اسرار الٰہی اند ومرا خود آئمہ علیہم السلام درخواب آمدہ بہ نفس نفیس ایں اسرار وعلوم را آموختہ اند۔

بہر حال آخری کلام شیخ دریں خود نوشت سیرۃ وترجمہ خویش ایں است کہ می نویسد

''والحاصل، ان من امور الغریبہ تعبیر ماذکرت الرویاء التی تقدم ذکرھا، فانہ فما لا یحسن بیانہ خصوصاً للجھال وانا، فان، افتریتہٗ فعلی اجرامی۔

الی ھنا کتب بخطہ الشریف وقد نقلناہ من نسخۃ نقلت من خطہ اعلیٰ اللہ مقامہ۔ وکتب العبد الضعیف محمد بن محمد بن الحسین المدعو بالتقی۔ الشریف فی بلد تبریز وفرغ منہ یوم الاربعا ثالث شھر ذی القعدۃ الحرام من سنۃ تسعین ومائتین بعد الالف من الھجرۃ''

سیرۃ الشیخ احمد الاحسائی ص ۲۲۔

یعنی حاصل کلام ایں است کہ از امور غریبہ تعبیر آں خواب است کہ ذکر کردم وذکر آں گذشت وبلا شک بیان کردن آں خواب نیست خصوصاً پیش جہلا۔ وتا آنکہ تعلق من است اگر من ایں خوابہا را دروغ گفتہ باشم وافترا بستہ باشم پس جرم آں بر گردن من است نقل کنندہ ایں سیرۃ الشیخ می گوید کہ:

کہ تا اینجا شیخ احمد احسائی بخط خود شریف خود نوشتہ است وما آں را از نسخہ نقل کردہ

ایم کہ از نسخہ اصل نقل کردہ شدہ بود۔

وایں راعبد ضعیف محمد بن محمد بن الحسین المدعو بالتقی الشریف، در تبریز دراحاطہ تحریر آوردہ است واز تحریر آں یوم الاربعا ۱۳ ماہ ذی القعدۃ الحرام سن ۱۲۹۰ ہجری فارغ شدہ۔

خلاصہ مسافرت وقیام ھائے شیخ

شیخ عبداللہ پسر شیخ احمد احسائی خواب ھائے شیخ را در سہ ابواب اول شرح احوال شیخ بیان کردہ است و در باب چہارم قدم بقدم مسافرت ھائے شیخ وقیام ومسکن ھائے شیخ را تا تاریخ وفات او بیان کردہ است ۔ وخلاصہ آں اینست کہ اول شیخ از وقت پیدائش یعنی از ۱۱٦٦ تا ۱۲۰۸ھ دراحساء بوطن خویش اقامت گزیں بود۔

شرح احوال شیخ احمد احسائی ص ۲۰

در سن ۱۲۰۸ھ از احساء باعیال واثقال بجرین انتقال فرمود و چہار سال اقامت نمود تا آنکہ در شہر رجب از سن یک ھزار و دوبست و دوازدہ ۱۲۱۲ عزم عتبات نمود پس از مراجعت دربصرہ توقف فرمود۔

اگر چہ شیخ عبداللہ در سن ۱۱۸٦ھ ہم سفرے بیان کردہ است کہ وجہ جعل کردن ایں سفر درآیندہ خواہد آمد۔ شرح احوال شیخ احمد احسائی ص ۲۰

سوم از سن ۱۲۱۲ تا ۱۲۲۱ھ دربصرہ وحوالی آں درعراق مسافرت وقیام کردہ۔

شرح احوال شیخ احمد احسائی ص ۲۰ تا ۲٦

در ۱۲۲۱ بہ بہانہ زیارت مشہد مقدس درایران داخل شد چہارم بعد از مراجعت از سن ۱۲۲۱ھ تا ۱۲۲۹ھ دریزد (ایران) قیام کرد و در ۱۲۲۹ یزد راترک کرد و در کرمانشاہ رفت۔

شرح احوال شیخ احمد احسائی ص ۲۲ تا ۳۵

پنجم از ۲ رجب ۱۲۲۹ تا ۱۲۳۹ھ در شہر کرمانشاہ ایران قیام کرد و در ۱۲۳۹ھ

کرمانشاہ را ترک کردبہ کربلا(عراق)رفت ۔(شرح احوال شیخ احمد احسائی ص۳۳ تا ۳۶)

ششم از۱۲۳۹ھ تا۱۲۴۱ھ در کربلائے معلّی عراق قیام کرد۔

شرح احوال شیخ احمد احسائی

ہفتم در روز یک شنبہ بست و یکم شہر ذی قعدۃ الحرام از سال یک ہزار و دو بست و چہل و یک ۱۲۴۱ھ در راہ مدینہ بمقام ھدیۃ جان بجان آفرین سپرد۔

خلاصہ شرح احوال شیخ احمد احسائی ص۴۰

ایں ہمہ مسافرت چرا؟

اکنوں می پیثم کہ ایں مسافرت ھا و قیام و سکونت شہر ہا و مما لک مختلف چرا؟ یعنی محرک انتقال از احساء بہ بحرین از بحرین بہ بصرہ(عراق) و از بصرہ (عراق) بہ یزد(ایران) و از یزد(ایران) بہ کرمان شاہ و از کرمان شاہ بہ کربلا(عراق) چہ بودہ پس برائے معلوم کردن ایں حقیقت بر ما لازم است کہ حالات سیاسی آں زمان را ھم درنظر داریم

استعمار غرب در فکر درھم شکستن سلطنت عثمانیہ ترکیہ

ایں امر ہم از کسے مخفی نیست کہ در آں زمان استعمار غرب از یک طرف فکر تسخیر ہند بود۔از طرف دیگر در فکر درھم شکستن۔سلطنت عثمانیہ ترکیہ بود۔لہذا ایشاں جواسیس خود را در سراسر شرق اوسط گستردہ بودند تا آں جا شورش ھا بر پا کنند۔مردم را بر خلاف سلطنت عثمانیہ ترکیہ برانگیزند۔و درمیان مسلمانان از پیدائش مذاہب جدید،تفرقہ ہا اندازند،وقوت ایشاں را کمزور کنند۔صاحبان علم از داستان لارنس آف عربیا کہ در ہیئت علمائے سنی در صحنہ شرق اوسط وارد شدہ بود بے خبر نیستند،او اسم خویش را تبدیل کرد اسم مسلمان اختیار کرد در مسلمانان نکاح کرد۔اولاد آورد و امامت نماز جمعہ و جماعت می کرد خطبہ می خواند و ہر کس او را از علمائے

اسلام می دانست و ہمہ صاحبان خبر می دانند کہ او چہ کردار در شکست و ریخت سلطنت عثمانیہ ترکیہ ادا کرد۔ ہمیں طور صاحبان علم و خبر می دانند کہ ہمفرے نام در پیدائش مذہب جدید ے در نجد و حجاز چہ طور جہد بلیغ کرد تحریک محمد بن عبدالوہاب را چہ طور تائید و حمایت کرد۔

شیخ احمد احسائی و محمد بن عبدالوہاب ہم وطن و ہم عصر بودہ اند و شیخ احمد احسائی و محمد بن عبدالوہاب ہم سایہ یک دیگر بودند چرا کہ شیخ احمد احسائی در مطیرف۔ و محمد بن عبدالوہاب در عینیہ از ۱۱٦٦ھ کہ سن تولد شیخ احمد احسائی است تا ۱۲۰٦ کہ سن وفات محمد بن عبدالوہاب است کاملا چہل سال در یک علاقہ بودند۔ و ایں امر ناقابل تردید است اما محمد بن عبدالوہاب تبلیغ وھابیت می کرد و تحریک وھابیت را فروغ می داد۔ لیکن شیخ احمد احسائی باوجود اینکہ بقول خود او آئمہ طاہرین (ع) او را در خواب مامور بہ تبلیغ کردہ بودند، ہیچ کارے نکردہ۔ نہ در ابطال وہابیت کتابے نوشت نہ عقائد او را رد کرد۔ نہ در آنجا تحریک تعلیمات آل محمد شروع کرد۔ برائے اینکہ شیعہ بودن او یا سنی بودن او ہیچ کارہ نہ بود۔ چرا کہ محیط زندگی شیخ بقول خود او از دین بیگانہ۔ از حلال و حرام بے خبر و مثل دور جاھلیت بود۔ لیکن حسب اقرار شیخ او در پنج سالگی از قرأت قرآن فارغ شدہ بود و در قریہ قریں اجرومیہ و عوامل یعنی نحو خواندہ بود و اشعار ہم گفتہ بود یعنی ادیب شدہ بود، و حافظہ او چنیں تیز بود و یادداشت او چناں حدید بود کہ بقول خود او واقعہ آں سیلاب را کہ در قریہ او در سن دو سالگی آمدہ بود و ہمہ مکانات را تباہ و برباد کردہ بود در سن ۷۲ سالگی ہماں طور یاد می داشت۔ لیکن شیخ علم فقہ و حدیث و تفسیر و تاریخ و اصول فقہ و ہیچ علمے را نزد ہیچ عالمے نخواندہ بود نہ نزد عالم شیعہ نہ نزد عالم سنی، و بحرین جزیزہ است در نزدیک احساء کہ اکثریت آبادی آں شیعہ است لیکن از آں وقت تا امروز وہابی حاز زیر سرپرستی استعمار غرب آنجا مستولی ہستند، و مردمان آنجا از حقوق انسانی و جمہوری ہم تا امروز محروم ہستند۔

لہذا انتقال او از احساء بہ عیال و اثقال بہ بحرین نمی تواند کہ بہ خوف وھابی ہا باشد۔ لہذا چوں آل سعود بر نجد و حجاز و احساء متولی شدند نظر ایشاں و استعمار غرب بر عراق دوختہ شدہ

بود۔پس برائے عراق ضرورت جواسیس داشتند لیکن جواسیس استعمار غرب درنجد حجاز درلباس علمائے سنی کارمی کرند ۔درعراق ضرورت جواسیسے بود کہ درہیئت علمائے شیعہ درعراق داخل شوند۔وشیخ احمداحسائی یک مرد ذہین وازادب عربی آشنابود ولہذابرائے این کار ہیچ کس ازاو بہترنبود ولہذا درسن ۱۲۰۸ برائے مطالعہ کتب شیعہ بہ بحرین فرستادہ شد۔چرا کہ درکتب خانہ ہائے بحرین کتب شیعہ ازفقہ واصول فقہ حدیث وتفسیر وتاریخ ھمہ علوم بودند۔لہذا تاریخ می گوید کہ شیخ احمداحسائی بحیثیت یک فرد شیعہ درکتاب خانہ ابن ابی جمہوراحسائی وکتب خانہ ہائے دیگرمصروف مطالعہ کتب شیعہ شدوزیرنگرانی نمائندہ برطانیہ کہ دربحرین قیام داشت ودرزیرعنایت والی بحرین کہ وہابی بود بہ اطمینان تمام تا چہار سال مطالعہ کتب شیعہ کرد۔واولاد اویعنی شیخ محمدتقی ۔وشیخ علی نقی ۔وشیخ عبداللہ ھم درآنجا ازمطالعہ کتب شیعہ عالم وفاضل شدندو چوں شیخ احمداحسائی ازعقائدمذہب شیعہ حقہ اثناعشریہ آگاہ نبود۔علاوہ ازیں ارادہ استعمار غرب ایں بود کہ درایران وعراق عقیدہ تفویض را رواج دادہ بین مسلمانان تفرقہ اندازندو مذہبے جدیدے را ایجاد کنند۔لہذا شیخ احمداحسائی را آمادہ کردند کہ کتب غلات ومفوضہ و صوفیائے شیعہ را بلا امتیاز مطالعہ وحفظ کند۔چنانچہ حوالہ ھائے ایں کتب درکتاب شرح زیارت او دیدہ می شوند۔

چوں شیخ احمداحسائی ازمطالعہ کتب شیعہ وغلات وصوفائے شیعہ فارغ شدوکتب شیعہ وغلات ومفوضہ وصوفیا را حفظ وازبرکرد حکم ماموریت اوبرائے عراق واردشداو بہ بہانہ زیارت عتبات عالیات درہیت علمائے شیعہ درسن ۱۲۱۲ھ داخل عراق شد۔پس ایں بود سبب اصلی انتقال شیخ باعیال وانتقال ازاحساء بہ بحرین۔

شیخ احمد احسائی چرا در بصرہ قیام کرد؟

شیخ عبداللہ در شرح احوال پدرش در ص ۲۰ می گوید کہ پس از چندی با عیال و اثقال بہ بحرین انتقال فرمود۔ و چہار سال اقامت نمود تا آنکہ در شہر رجب از سنۃ یک ھزار و دو یست و دوازدہ (۱۲۱۲) فاطمہ بنت علی بن ابراہیم جدہ فرزند شیخ عبداللہ وفات یافت۔ پس از وفات وی عزم عتبات نمود و پس از مراجعت در بصرہ توقف فرمود و عیال را نیز از بحرین بدانجا ارتحال داد۔ شرح احوال شیخ احمد احسائی ص ۲۰

از یں عبارت ثابت است کہ شیخ تنہا سفر زیارت عتبات عالیات کرد و اہل وعیال را در بحرین گذاشتہ بود۔ و پس از مراجعت در بصرہ توقف فرمود و عیال را نیز از بحرین بدآنجا ارتحال داد۔ حالانکہ در نجف و کربلا صحبت مجتہدین عظام و مراجع کرام و علمائے بزرگ شیعہ حاصل می شد۔ و از شرف ملاقات مومنین و زوار شیعہ خرسندی می شد۔ لہذا مناسب بود کہ عیال را از بحرین طلبیدہ ہماں جا در کربلا و نجف قیام کند لیکن شیخ عجالتاً از عتبات مراجعت کردہ پس بعد از مراجعت لازم بود کہ یا در بحرین کہ آنجا عیال او بودند برود ولیکن شیخ نہ بوطن خویش احساء ، احساء رفت نہ بہ بحرین رفت کہ آنجا عیال او بودند بلکہ در مراجعت در بصرہ اقامت گزیں شد۔ لہذا ہر کس می تواند کہ پرسد کہ شیخ چرا در بصرہ قیام کرد؟ و چرا عیال را نیز بدآنجا ارتحال داد؟ بانظر داشتن ایں امر کہ در آں ایام سرھارفورد جونز نمایندہ بریطانیہ در بصرہ قیام داشت۔ و نگرانی مفادات حکومت بریطانیہ می کرد۔ و جواسیس بریطانیہ و آل سعود در سراسر عراق سرگرم عمل بودند چنانچہ از تاریخ ثابت است کہ بعد از یں خواہد آمد۔

گردش شیخ در بسیارے از شہر ھائے عراق چرا؟

شیخ عیال خویش را از بحرین بہ بصرہ ارتحال داد و آنہا را آنجا مسکن گزیں کرد۔ خود

درگردش شہرہا مصروف شد، چنانچہ حسب تحریر فرزندش شیخ عبداللہ خلاصہ سفرھائے شیخ درعراق ازص ۲۰ تا ص ۲۱ اینست کہ:

شیخ از کربلا مراجعت کردہ در ۱۲۱۲ھ دربصرہ قیام کرد، پس از چندی از بصرہ بہ ذورق رفت و تا ۱۲۱۶ در ذروق ماند۔ و در ۱۲۱۶ھ دربصرہ مراجعت کرد۔ پس از چندی از بصرہ بہ حبارات رفت۔ پس از چندی از حبارات بہ بصرہ مراجعت کرد پس از چندی از بصرہ بہ تنویہ رفت وچندی توقف نمودہ از تنویہ بہ نشوہ کہ غربی ہمیں قریہ است انتقال فرمود در ۱۲۱۹ھ بہ قریہ صفاوہ ارتحال فرمود یک سال دریں قریہ توقف نمود۔ مطبوع طبع ہمایونش نیفتاد۔ لاجرم در ۱۲۲۰ اھل وعیال را نزد فرزند خویش شیخ علی نہادہ وخود بمصاحبت فرزند دیگر شیخ عبداللہ مسافرت فرمود و بقریہ ازقرای واقعہ بر شعبہ از شعب شط فرات موسوم بشط الکار۔ نازل گشتہ ۔پس از سہ روز توقف بزورق نشستہ تشریف فرمای سوق الشیوخ شد۔

دریں وقت شیخ محمد تقی فرزند آں بزرگوار ساکن آں محل بود۔ شیخ عبداللہ را محض طلب علم نزد او نہادہ خود تشریف فرمای بصرہ شد و منزلے جہت عیال معین فرمود۔ از پئی ایشاں فرستاد پس از ورود ایشاں خود عزم زیارت عتبات عالیات فرمود کہ از آنجا بارض اقدس (مشہد مقدس) شرف شود۔ وایں ہنگام سال ہزار و دوبست و بست و یک (۱۲۲۱ھ) بود۔ چوں از سوق الشیوں عبور فرمود شیخ عبداللہ نیز بایشاں ملحق گشتہ۔ بسماوہ تشریف برد و از آنجا بسائر عتبات عالیات تا وارد کاظمین گشت۔ شیخ عبداللہ را محض تحصیل بسوق الشیوخ فرستاد خود عزیمت زیارت حضرت رضا علیہ السلام فرمود۔ (شرح احوال شیخ احمد احسائی ص ۲۰ تا ۲۲)

ایں است خلاصہ سفرہائے شیخ از ۱۲۱۲ھ تا ۱۲۲۱ھ۔ دربصرہ، وقریہ ھائے حوالی بصرہ (عراق) او درقریہ ہائے حوالی بصرہ گشت می کرد و پسران او درسوق الشیوخ ساکن بودند۔ ایشاں چرا ساکن سوق الشیوخ بودند؟ و چرا شیخ از بصرہ بہ قریہ دیگر و از آں قریہ باز بہ بصرہ و از بصرہ باز بہ قریہ دیگر آیا ایں شان علمائے بزرگ شیعہ است۔ آیا بزرگ علمائے شیعہ ایں طور از

قریہ بہ قریہ دیگر گشت می کنند؟ آیا فرزندش آنچہ نوشتہ راست است؟ کہ او از ہجوم انام و اجتماع خاص و عام تنفر و منزجر گشتہ بود۔ آیا کہ آنچہ فرزندش گفتہ صحیح است؟ کہ از آنجا کہ بالطبع از معاشرت انام تنفر تمام داشت ہر وقتی بجائے انتقال میفر مود۔ تا مگر محلی مطبوع یا بد و ہر جای از جہتی مناسب نیافتاد لہذا انتقال بجائے دیگر میفر مودہ۔

شرح احوال شیخ احمد احسائی ص ۲۱۔

ہر کہ میخواہد بر گفتہ شیخ عبد اللہ یقین کنند و ہر کہ می خواہد بر حملہ ھائے سعود ابن عبد العزیز بر عراق غور کنند کہ ما برائے اطلاع تحقیق کنندگان اقتباسے چند از تاریخ مملکت العربیہ السعودیہ اینجا رقم می کنیم۔

حملہ اول سعود ابن عبد العزیز بر عراق

در تاریخ المملکۃ العربیۃ السعودیہ حال این حملہ امیر سعود ابن عبد العزیز بر عراق چنیں نوشتہ شدہ است:

"فی شھر رمضان المبارک من ھذہ السنۃ (۱۲۱۲) قام الامیر سعود ابن عبد العزیز علی راس قوت کبیر۔ جمعھا نواحی نجد وقصد بھا الشمال۔ حیث اغار بھا علی سوق الشیوخ فی العراق وقتل عدداً لا تحصی من اھلھا وانھزم عدد آخر۔ وغرقوا فی الشط ثم حاجم الامیر بھذا القوۃ السماوہ ، فحضرۃ الیہ جواسیسہ واخبروہ بان عربانا کثیرۃ قد اجتمعت فی (الابیض) الماء المعروف قرب السماوہ فوجہ الامیر جیوشہ واغارت علیھا۔ (تاریخ المملکۃ السعودیہ ص ۶۹)

یعنی امیر سعود ابن عبد العزیز در رمضان (۱۲۱۲) از نجد لشکر کثیر جمع کردہ بطرف شمال روانہ شد و در عراق بر سوق الشیوخ حملہ آور شد۔ و مردمان بے شمار را بہ قتل رسانید، و باقی فرار کردند و در شط فرات غرق شدند۔ بعد ازاں امیر سعود بر ساوہ حملہ آور شد۔ دریں جا جواسیس او اطلاع دادند کہ اعراب بسیار در ابیض کہ چشمہ ایست معروف نزد ساوہ جمع شدہ

اند پس امیر سعود ابن عبدالعزیز بالشکر خویش بان طرف روانہ شد و بر آنہا حملہ کرد۔

دراینجا این امر خصوصا قابل غور است کہ شیخ احمد احسائی ھم در رجب سن ۱۲۱۲ داخل عراق شد۔ شیخ در حوالی بصرہ از قریہ بہ قریہ دیگر گشت می کرد و فرزندانش در شوق السیوخ بودند بسارے از مردم کشتہ شدند و بسیارے از مردم در شط فرات غرق شدند۔ لیکن فرزندان شیخ را کہ در شوق السیوخ بودند خراشے نیامد و جواسیس حکومت سعودیہ ھم دریں جا اطلاع از اجتماع اعراب عراق دادند۔ آں جواسیس کے بودند؟ و چہ نام داشتند؟ مخفی است۔

حملہ دوم سعود بن عبدالعزیز بعراق

درہمیں تاریخ المملکۃ العربیۃ السعودیہ نوشتہ شدہ است کہ:

''فی سنۃ ۱۲۱۶ سار الامیر سعود علی راس قوۃ کبیر جمعھا من نجد والعشائر والجنوب والحجاز وتھامہ وغیرھا۔ وقصد بھا العراق۔ وتمکن جماعۃ من ھذا القوۃ من الوصول الی بلدۃ کربلا ،فی شھر ذی القعدہ من ھذہ السنۃ۔ وحاصروھا وتسوروا جدرانھا ودخلوھا عنوۃ وقتلوا اکثر اھلھا فی الاسواق والبیوت وخرجوا منھا قرب الظھر ومعھم اموال کثیرۃ۔ وارتحل القوم بعدھا الی الماء المعروف باسم الابیض فجمع سعود الغنائم وعزل خمسھا وقسم الباقی بین جنودہ للراحل سھم والفارس سھمان ثم عاد الی وطنہ'' تاریخ المملکۃ السعودیہ ص ۷۳

یعنی در سن ۱۲۱۶ امیر سعود ابن عبدالعزیز از نجد وحجاز وتھامہ وغیرہ لشکر بزرگ جمع کرد و بطرف عراق روانہ شد۔ یک حصہ ازیں لشکر درہمیں سال در ماہ ذی القعدہ بر کربلا حملہ آور شد۔ وشھر کربلا را محاصرہ کرد۔ و دیوارھائے فصیل کربلا راشکستند و در شھر کربلا داخل شدند و در کوچہ ھا وبازارھا و در خانہ ھا داخل شدہ قتل عام کردند۔ واکثر مردم کربلا را بقتل رسانیدند۔ بعد از قتل عام وغارت گری بوقت ظہر از شھر کربلا بیروں آمدند در آنحالیکہ انہا مال کثیر غنیمت اوردہ بودند۔ بعد از آں ایں لشکر بہ سمت چشمہ معروف کہ اسمش ابیض است

روانہ شد۔

درآنجا امیر سعود ابن عبدالعزیز تمام مال غنیمت را یکجا جمع کرد و ازاں حصہ خمس برائے خویش جدا کرد و باقی ماندہ مال غنیمت را در لشکر خود برائے پیادہ یک حصہ و برائے سوارہ دو حصہ تقسیم کرد و بعد ازاں بوطن خویش باز گشت۔

حملہ سوم سعود ابن عبدالعزیز بر عراق

درھمیں تاریخ المملکۃ السعودیہ نوشتہ شدہ است کہ:

و فی شھر جمادی الاول سنۃ ۱۲۲۳ خرج الامیر سعود بن عبدالعزیز من الدرعیۃ بقوات ھائلۃ استنفر ھا من جمیع نواحی نجد۔ والاحساء والجنوب و وادی الدواسر و بیشہ و انیہ والطائف والحجاز وتھامہ وقصد نواحی العراق وکانت کربلا اول مدینۃ وصلھا۔

تاریخ المملکۃ العربیہ السعودیہ ص ۹۷

یعنی در ماہ جمادی الاول سن ۱۲۲۳ امیر سعود بن عبدالعزیز از درعیہ لشکر بزرگ را از نجد و احساء و علاقہ ھائے جنوب و وادی دواسر و بیشہ و انیہ و طائف و حجاز و تھامہ وغیرہ جمع کردہ بطرف عراق روانہ شد و اول بر کربلا حملہ آور شد۔

در اوراق سابق از شرح احوال شیخ نوشتہ ایم کہ شیخ در ۱۲۲۱ بہ بہانہ زیارت امام رضا ۔عراق را ترک گفت و فرزندش شیخ عبداللہ و شیخ محمد تقی را در سوق الشیوخ (عراق) گذاشتند تا آں فرائض را کہ شیخ متحمل آنہا شدہ بود انجام دہند۔ چنانچہ انجام دادند۔ کہ ازیں حملہ ظاہر است و ایں امر ھم ذکر شدہ است کہ در آں ایام سر ھارفورد جونز نمائندہ بریطانیہ در بصرہ قیام داشت و نگرانی مفادات حکومت بریطانیہ می کرد و حاکم بصرہ بود۔ و ایں امر را ھم در آیندہ خواھید دانست کہ سر ھارفورد جون و سر جان میلکم انگلیزی و شیخ احمد احسائی در سن ۱۸۰۸ میلادی با ہم در ایران داخل شدند۔

شیخ را دربصرہ تعلیم فلسفہ وتصوف دادہ شدہ

اینجا یک امر ذکر کردنی است وآں ایں است کہ یکے از آلات تفرقہ انداختن انگلیزھا ایجادمذہب جدید بودلہذا خواستند کہ درایران عقیدۂ تفویض رابدلائل جدید مستدل کردہ رواج دہند ودرایران بین شیعیان تفرقہ اندازند وقوت آنہارا کمزورکنند۔ درایران نسل نوجوان گرویدۂ فلسفہ وتصوف شدہ بود وازفلسفہ وتصوف عقیدۂ تفویض رامستدل کردہ رواج دادن بسیار آسان بود۔ چنانکہ نصاریٰ دربارۂ عیسیٰ امروز مستدل می کنند۔ شیخ احمداحسائی در بحرین علاوہ ازمطالعہ کتب ازفقہ واصول فقہ وحدیث وتفسیر وتاریخ مطالعہ کتب غلاۃ ومفوضہ وصوفیہ رانیز کردہ وحفظ کردہ بود۔ چوں عقیدۂ تفویض راازدلائل فلسفہ وتصوف مستدل کردن و آئمہ اہل بیت راانجام دہندہ کارھائے ربوبی قراردادن آسان بود۔ لہذا شیخ احمداحسائی را دربصرہ تربیت فلسفہ وتصوف کردہ شد۔ اگرچہ تمام رؤسائے شیخیہ وتابعین وپیروان شیخ ازیں امرانکاری کنند کہ درفقہ واصول فقہ وحدیث وتفسیر وتاریخ وغیرہ شیخ ازہیچ استادے درس نخواندہ است، وایں ہمہ علوم رادرخواب ازآئمہ حاصل کردہ است۔ لیکن ازخواندن عوامل جرجانی واجرومیہ نزد شیخ محمد بن الشیخ محسن اقراردارند وازتربیت فلسلہ وتصوف درایام قیام بصرہ ہم باانداز خودشاں اقرارمی کنند۔ چنانچہ رئیس مذہب شیخیہ رکنیہ کرمان درکتاب فہرست کتب مشائخ عظام بعدازنقل کردن رسالہ سیرۃ الشیخ احمداحسائی بخط شریف خوداوبعدازذکر اینکہ اوازہیچ استادے درس نخواندہ، می گوید کہ بطوریکہ مشاہدہ فرمودید دریں مقام مطلقا ذکری نفرمودہ جز ھمانچہ دراول رسالہ فرمودہ اند کہ درایام طفولیت درنزد شیخ محمد بن شیخ محسن در قریہ قرین اجرومیہ وعوامل رادرنحو خواندہ است۔ فہرست کتب مشائخ ص ۱۴۵

بعدازیں می نوسد کہ

ولی صاحب تنبیہ الغافلین روایتی رامی نوسد کہ بخط مرحوم عالم فاضل حجۃ السلام

معروف تبریزی رحمہ اللہ ابن مرحوم مبرور عالم شہیر و حجۃ الاسلام بزرگ مرحوم اخوند ملا محمد تقی ممقانی کہ اجلہ تلامذہ شیخ اوحد اعلیٰ مقامہ بودہ است دیدہ عین روایت ایں است،

''و رایت بخط العالم العامل الفاضل الکامل حجۃ الاسلام المیرزا اسمٰعیل آقا التبریزی سلمہ اللہ ماھذ الفظہ''

''عن الشیخ الاوحد الامجد الشیخ احمد الاحسائی اعلیٰ اللہ مقامہ ورفع فی الخلد اعلامہ انہ لقی فی البصرہ من اھل الکمال و کان حاکما فی البصرہ فالتمس الشیخ (رہ) منہ التدریس فی الحکمۃ ۔فامتنع ذالک و اعتذر باشتغالہ بامر الحکومۃ ۔فالتمس الشیخ (رہ) منہ بعد ذالک ان یجبہ بکلمات کلیات من الحکمۃ تکون وصلہ الی المطالب الحکمیہ علی سبیل الاجمال ۔فقال،'' لاتنظر الی الحرکات انظر الی الحرکات ۔ لاتنظر الی الاسباب انظر الی المسببات ۔ان الحیوانات تسیر الی اللہ فی سلسلۃ العرض وتری الجبال تحسبھا جامدۃ وھی تمر مر السحاب،'' انتھی۔

قال الشیخ الاوحد رحمہ اللہ فانحل بسماع تلک الکلمات من ذالک الرجل الکامل اکثر المشاکل التی کانت فی بالی فی المطالب الحکمیہ وانفتح لی طریق السلوک الی اللہ فقلت کیف الوصول الی الحق ۔فقال الق الدنیا فخرجت من محبۃ الدنیا ۔انتھی ۔حررہ اسماعیل بن محمد عفی عنھما۔ فہرست کتب مشائخ ص ۱۴۵۔۱۴۶

یعنی من از عالم العامل و الفاضل الکامل حجۃ السلام مرزا اسماعیل آقا تبریزی روایتے نوشتہ شدہ دیدہ ام کہ او بلفظہ ایں طور است۔

شیخ احمد احسائی می گوید کہ او در بصرہ از مردے کہ اہل کمال بود ملاقات کرد ۔و آں مرد کامل در بصرہ حاکم بود ۔پس شیخ از آں حاکم بصرہ التماس کردہ کہ مرا تعلیم حکمۃ و فلسفہ بکند۔ پس آں حاکم بصرہ از تدریس فلسفہ انکار کرد وعذر مصروفیت کارھائے حکومتی نمود ۔پس شیخ از آں حاکم بصرہ التماس کردہ کہ کم از کم بطور خلاصہ و در اشارات چند کلمات کلیات فلسفہ را بطور اجمال او را تعلیم کند، کہ از آں با مطالب فلسفہ بطور اجمال رسائی یابد، پس آں حاکم بصرہ بطور

تعلیم گفت کہ حرکات را نہ بینید بلکہ بر محرکات نظر دارید، اسباب را نہ بینید بلکہ مسببات را در نظر دارید، بلاشبہ حیوانات در سلسلہ عرض بسوئے خدا رواں اند، وشما کوھھا را می بینید کہ در یک مقام جامد اند۔ حالانکہ آنہا مانند سحاب رواں دواں اند۔ شیخ احمد احسائی می گوید کہ چوں من از آں مرد کامل یعنی حاکم بصرہ ایں کلمات را شنیدم اکثر مسائل مشکلہ فلسفہ کہ برائے من لاینحل بودند برائے من حل شدند وابوابے بسیارے از علوم برائے من مفتوح شدند۔

از آں بعد شیخ می گوید کہ من از آں مرد کامل، درخواست کردم کہ مرا ہدایت طریق سلوک الی اللہ بفرمایند۔ پس من باو گفتم کہ از حق تعالیٰ وصال چہ طور می شود؟ آں مرد کامل جواب داد کہ، الق الدنیا، یعنی دنیا را ترک کن، پس من از مجلس آں مرد کامل بیروں آمدم واز دل من محبت دنیا یکسر ختم شد۔

بعد از تحصیل فلسفہ وتصوف شیخ احمد احسائی داخل ایران می شود

ازیں بیان مذکورہ بالا ثابت شد کہ شیخ در ایام قیام بصرہ از حاکم بصرہ علم حکمت و فلسفہ وتصوف را حاصل کرد کہ برائے رواج دادن عقیدہ تفویض بطرز جدید بدلائل نو کار آمد بود (چنانکہ نصاریٰ ہم درایں زمانہ خدا وخالق کائنات و رب بودن عیسےٰ را از ہمیں فلسفہ اثبات ومستدل می کنند) البتہ ایں امر قابل غور است کہ آیا شیخ احمد احسائی خود از حاکم بصرہ درخواست تدریس حکمت و فلسفہ وتصوف کردہ چنانکہ او می گوید۔ یا حاکم بصرہ کہ بقول شیخ حاکم بصرہ در حکمت و فلسفہ وتصوف مرد کامل بود خود شیخ را برائے رواج دادن عقیدہ تفویض و ایجاد مذہب جدید در ایران تعلیم حکمت وفلسفہ وتصوف مائل کرد؟ ایں حاکم بصرہ کہ بود؟ حتماً و یقیناً شیعہ نہ بود۔ و یقیناً کسے از اھل بیت و آئمہ اثنا عشر ہم نہ بود۔ چنانکہ شیخ و تابعین او میگویند کہ حکمت شیخ سراسر حکمت آل محمد است کہ خود آنہا در خواب آمدہ شیخ را تعلیم کردہ اند و در اوراق سابق از شرح احوال شیخ نوشتہ شد کہ شیخ در ۱۲۲۱ھ بہ بہانہ زیارت امام رضا عراق را

ترک ۔وفرزندانش شیخ عبداللہ وشیخ محمد تقی را درسوق الشیوخ گذاشتہ بودتا آنہااں فرائض را کہ شیخ متحمل آنھاشدہ بودانجام دہند ۔چنانچہ ایشاں آں فرائض راانجام دادند کہ از آخرین حملہ سعودبن عبدالعزیز ظاہراست وایں امرھم ذکرشدہ است کہ درآں ایام سرھارفورد جونز نمایندہ بریطانیہ دربصرہ قیام داشت ونگرانی مفادات حکومت بریطانیہ می کردو از جانب حکومت بریطانیہ حاکم بصرہ بود۔

وازانسائیکلوپیڈیا برٹانیکا ص۱۵۲ ثابت است کہ شیخ درسن ۱۸۰۸ میلادی داخل ایران شدو از تاریخ مختصر ایران سر پرسی سائکس ص ۸۶ ثابت است کہ سرجان میلکم ھم در ہمیں سال درایران داخل شدواز تاریخ مختصر ایران سرپرسی سائکس ص ۸۷ ثابت است کہ سرھارفورد کہ دربصرہ اقامت داشت .بنمائندگی دولت انگلیس درہمیں سال با یران واردشدہ بہرحال آنچہ ازترجمہ شیخ تا اینجا ثابت شدہ ایں است کہ اواز ۱۱۶۶ھ تا ۱۲۰۸ھ در وطن خویش احساء ماندہ ۔درماحول بے دین ، بے خبر از حلال وحرام ۔مثل ایام جاھلیت ۔ درایں ایام شیخ ہیچ کارے نکردہ خواہ بقول تابعین و پیروان او،عزلت گزیں بودودرکوہ ھاو جنگل ھاوصحراھا می گزرانید یا با محمد بن عبدالوھاب ھمدم وھم سازبودو با او معاونت می کرد۔ لیکن آنہا آں راذکرنمی کنند۔واز ۱۲۰۸ھ تا ۱۲۱۲ھ بہ بحرین باثقال وعیال ارتحال نمود۔چوں دروطن خویش نحو خواندہ بودوشعرمی گفت وادیب شدہ بود۔لیکن از فقہ وحدیث وتفسیر وتاریخ وغیرہ ہیچ چیزے نخواندہ بود،لہذا دربحرین فرستادہ شدتا درکتب خانہ ھائے بحرین کتب فقہ و حدیث وتفسیر شیعہ رامطالعہ کردہ ازیں مذہب آشنائی پیدا کند۔چنانچہ شیخ کتب ایں علوم را در کتب خانہ ھائے بحرین مطالعہ نمودہ و حفظ کردہ ۔واز۱۲۱۲ھ تا ۱۲۲۱ دربصرہ وقریہ ھائے حوالی بصرہ گشت واقامت نمودودریں ایام ہیچ کتابے نہ نوشتہ وکسے رابرعلم خویش آگاہ نہ کرد ۔البتہ بعدازخواندن فلسفہ وتصوف از حاکم بصرہ در ۱۲۲۱ بہ بہانۂ زیارت مشہد داخل ایران شدودریزد اقامت گزیں شد۔

ایں ہمہ مسافرت چرا؟

آقائے ا۔ خ۔لیقوانی در کتاب خودایست شیخی گری می نویسند کہ:

''از جملہ مطالبے کہ برائے نگارندہ حل نشدہ درشرح زندگی شیخ دقت زیادہ ھم بعمل آمدولی چیزی دستگیر نشد،موضوع مسافرت ھائے بیحد ومعاشرت اوباحکام وزمامداران وقت بود،

اگر ماحساب کنیم بطور قطع بیشتر از نصف عمر او درہنگام راہ پیائی ومسافرت سپری شدہ بانبودن وسائل مسافرت وایں ہمہ طول مسافت بچہ منظوری این ہمہ مسافرت می کردہ است ۔وچند سطر بعدمی نویسند کہ:

یازیر پردہ ماموریت دیگری داشتہ وکاردیگری میخواستہ انجام دھد،آندست کہ اورا روی کار اوردہ بودہماں دست اورا درشہر ھا میگردانید۔

اقامت شیخ در یزد

شیخ عبداللہ درشرح احوال پدرش می نویسد کہ شیخ عبداللہ رامحض تحصل نیز بسوق الشیوخ فرستادہ خودعزیمت زیارت حضرت امام رضا علیہ السلام فرمود۔عبوراً تشریف فرمائے یزد شد۔ شرح احوال شیخ احمد احسائی ص۲۲

شیخ عبداللہ می گوید کہ چوں علماء وفضلاء یزد ھمگی طریق ارادت پیش گرفتہ طالب ومائل اقامت آں بزرگوار شدند شیخ وعدہ مراجعت کردہ بہ مشہد رفت وحسب وعدہ پس از ادائے زیارت بیزد معاودت کردوآنجا اقامت فرمودہ بنائے دعوت نہاد۔

شرح احوال شیخ احمد احسائی ص۲۳

مخالفت اکابر یزد سبب ترک اقامت یزد شد

سید کاظم رشتی در کتاب دلیل المتحیرین می نویسد کہ:

ولما اشتہر عند الناس بعض مطالبہ بما ھو غیر معروف بقوا یعجبون بہ و یستغربون منہ۔ دلیل المتحیرین ص ۴۳

یعنی چوں بعض مطالب شیخ کہ نزد اہل یزد غیر معروف بود ند ایشاں بر آں شور و غوغا و آں مطالب را عجیب و غریب شمر دند۔

شیخ قبل ازیں قیام یزد آغاز تبلیغ مذہب خویش و عقائد و نظرات خویش نکردہ بود، مگر بعد از آنکہ سید کاظم رشتی در یزد باو ملحق شد او برائے امرے خویش اہلی دریافت کرد، چنانچہ شیخ عبداللہ در شرح احوال او ذکر وجہ اولین سفر شیخ می نویسد۔

''تا مگر اھلی برائے امر خویش جوید۔ پس چوں شیخ برائے امر خویش اھلی بصورت کاظم رشتی دریافت کرد۔ شیخ تبلیغ مذہب خویش و عقاید و نظرات خویش را آغاز کرد۔

ہمیں کہ او تبلیغ مذہب جدید خویش و عقائد و نظرات خویش را آغاز کرد۔ اھل یزد مخالف تعلیمات او شدند، و او مجبور شد کہ اقامت یزد ترک کند۔ چنانچہ رئیس مذہب شیخیہ رکنیہ کرمان در کتاب ''فہرست کتب مشائخ ''می نویسد۔

''و لطوریکہ در ہدایت الطالبین مرقوم میدارند سبب حرکت ایشاں از یزد دلگرانی بود کہ از بعض اکابر یزد پیدا کردند و رنجیدہ خاطر شدند و در خواب خدمت حضرت امیر علیہ السلام رسیدند کہ امر بحرکت بسوی عتبات عالیات فرمودند۔ فہرست کتب مشائخ ص ۱۶۷

سفر زیارت شیخ یا سرپوش برنامہ آیندہ

اگر در شرح زندگی شیخ بدقت نظر کنیم می بنیم کہ ہر سفر زیارت شیخ سرپوش برنامہٴ

آیندہ بود اظہار آں را بایں طور می کرد کہ امام علیہ السلام او را امر فرمودہ است ۔لیکن شیخ از احساء بہ بحرین ارتحال نمودہ ۴ سال قیام کردہ و عقبش ندیدہ واز بحرین برائے زیارت عتبات عالیات رفتہ و در مراجعت در بصرہ ۹ سال قیام کردہ و بہ بحرین یا احساء مراجعت نہ کردہ واز بصرہ بہ بہانہ زیارت مشہد داخل ایران شدہ و در یزد ۸ سال قیام کردہ و بصرہ را باز ندید ۔و چنانکہ پیش ازیں نوشتہ شد از یزد ہم بحکم امیر المومنین برائے زیارت عتبات عالیات سفر کردہ لیکن در کرمان شاہ تا ۱۰ سال قیام کردہ حالانکہ در یزد مردم از نظرات او مخالف شدند و شور و غوغا کردند ۔و بوجہ دلگرانی و رنجش مردم آنجا، یزد را ترک کرد، لیکن شیخ می گوید کہ امیر المومنین حکم فرمودہ برائے زیارت عتبات لیکن شاہزادہ محمد علی میرزا والی کرمان شاہ را کے خبر دادہ کہ برائے استقبال او آمد و برائے اقامت کرمان شاہ اصرار نمود۔

آقائے لیقوانی در تحت عنواں "معمہ مسافرت چرا؟ می نویسد کہ یا زیر پردہ ماموریت دیگری داشتہ و کار دیگری میخواستہ انجام دہند، آن دست کہ او را روی کار آوردہ بود ہماں دست او را در شہر ھا می گردانید۔ لانست شیخی گری ص ۴۳

اساتذہ شیخ احمد احسائی

شیخ حسب تحریر خود در سن پنج سالگی از قرأت قران فارغ شدہ و در قریہ کہ نزدیک مطیرف بود و نامش قرین بود نزد شیخ محمد بن شیخ محسن عوامل و اجرومیہ در نحو خواند ۔و در زمانہ قیام بصرہ از ۱۲۱۲ھ تا ۱۲۲۱ھ از حاکم بصرہ اسباق فلسفہ و حکمت و تصوف و عرفان و سلوک آموخت

لیکن شیخ در فقہ و اصول فقہ و حدیث و تفسیر و احکام از ہیچ عالم درس نخواندہ نہ از ہیچ عالم سنی نہ از ہیچ عالم شیعہ۔

و مطابق دعوائے خود شیخ دریں علوم او استادے ندیدہ بلکہ در خواب آئمہ اطہار را می طلبید یا خدمت ایشاں می رفت و ہر مسئلہ کہ می خواست می پرسید ۔یعنی او تمام علوم را از

الہام گرفتہ است چنانچہ می گوید

''وکنت فی تلک الحال ۔دائما۔اریٰ منامات،وھی الہامات''

سیرۃ الشیخ احمد الاحسائی ص ۱۹

یعنی من دائما دریں حالت بودم کہ خواب می دیدم وایں خواب ھا الہام بودند۔

وسید کاظم رشتی شاگرد ارشد شیخ دربارہ علوم او می گوید:''ولا نشک انہ من لدن رب الارباب''۔

یعنی مارا دریں ہیچ شک نیست کہ ایں تمام علوم شیخ علم لدنی ومن جانب رب الارباب بودند۔ دلیل المتحیرین ص ۲۱

وشیخ عبداللہ در شرح احوال شیخ احمد احسائی چنیں می نوسید:''خلاصہ رویای آں والا مقام بر سبیل کشف والہام بود نہ اضغاث احلام ودر مقام خدمت ہر یک از آئمہ آطہار علیہم السلام کہ می خواستند می رسیدند وہر مسئلہ کہ مشکل یا مشتبہ بود می پرسیدند ۔وجواب کافی وشافی با اقسام ادلّہ وبراھین میفرمودند، کہ ابد احتاج بمراجعہ ومطالعہ کتب نبود واگر احیانا رجوع میفرمود بعینھا ہماں بود کہ در خواب آزمودہ بود۔ شرح احوال شیخ احمد احسائی ص ۱۷

لیکن ازیں حقیقت ہم انکار نمی کرد کہ شیخ از ۱۲۰۸ھ تا ۱۲۱۲ھ در بحرین قیام کردہ ودر کتب خانہ ابن ابی جمہور احسائی مطالعہ کتب فقہ واصول فقہ وحدیث وتفسیر وفلسفہ وتصوف ودیگر علوم کردہ وحفظ کردہ بود۔لہذا ابراے آنکہ می خواست کہ او برمریدان وتابعین خویش ظاہر کند کہ او تمام علوم دین را بذریعہ وحی والہام گرفتہ است وآئمہ اطہار او را در خواب درس دادہ اند ودریں ،ہیچ امکان غلط نیست تا آنچہ را کہ او میگوید بے چوں وچرا قبول کنند۔ہم چنیں رئیس مذہب شیخیہ رکنیہ کرمان در کتاب ہدایت الطالبین می نوسد کہ:

''ودرمیان ما معلوم وآشکار است کہ بہ شیخ عرض کردند کہ اگر دست ما بشما نرسد اخذ ایں علم را از کہ بکنیم فرمودند بگیرید از سید کاظم چرا کہ او از من علم را مشافہتہ آموختہ است ومن از

آئمہ خود مشاہدۃ آموختہ ام وایشاں بے واسط کس ازخدا اموختہ اند۔

ہدایت الطالبین ص ۷۱

ورئیس مذہب شیخیہ احقاقیہ کویت مرزاحسن الحائری الاحقاقی در کتاب بین السائل و المجیب می نویسد۔

"ما نعلم للشیخ اساتذۃ تتلمذ عندھم واللہ العالم" الدین بین السائل والمجیب ص ۱۱۰

یعنی ما نمی دانیم کہ شیخ نزد کسی تلمذ کردہ باشد واللہ العالم یعنی تمام تابعین شیخ ایں عقیدہ دارند کہ شیخ درایں علوم، ہیچ استادے ندیدہ ونزد ہیچ استاد زانوئے تلمذ طے نہ کردہ وتمام علوم او از وحی والہام گرفتہ شدہ است۔

قیام کرمان شاہ وتالیف کتب فلسفہ وکلام

شیخ عبداللہ در شرح احوال شیخ احمد احسائی می نویسد کہ شیخ در سن ۱۲۲۹ ھ حسب خواہش شاہزادہ محمد علی میرزا در کرمان شاہ وارد شد، چنانچہ او می نویسد کہ۔

"پس آں بزرگوار خواہش وی را قبول وپس از دو روز بشہر نزول فرمود وایں وقت دوئم شہر رجب از سال ہزار ودو بست وبست ونہ (۱۲۲۹) ہجری بود۔

شرح احوال شیخ احمد احسائی ص ۳۵

شیخ درایام اقامت کرمان شاہ و در زیر چتر حمایت شاہزادہ محمد علی مرزا از ہر شی مستغنی واز نعمتھائے فراواں بہرہ اندوز شد چنانچہ فرزندش در شرح احوال او می نویسد کہ:

"وچند سال دیگر نیز با نہایت جلال وفراغت بال زیست فرمود تا اینکہ شاہزادہ محمد علی میرزا برحمت ایزدی پیوست، پس از وی تمامی نعمتھای آں بلد روی بہ نقصان وزوال آورد کہ گویا تمام بوجود او بستہ بود"۔ شرح احوال شیخ احمد احسائی ص ۳۶

شیخ عبداللہ آنچہ برائے نقصان وزوال نعمتھائے آں بلد نوشتہ است کہ گویا "تماماً

بو جوداو بستہ بودؐ' درحق پدرش کاملاً درست است چوں ھمہ نعمتھائے اووجلالت وفارغ البالی اوحتماً بو جوداو بستہ بود، چوں شاھزادہ محمد علی مرزا برحمت ایزدی پیوست ھمہ نعمتھائے او روئے بہ زوال آورد۔

وچوں شیخ احمد احسائی رسالہ صومیہ در جواب شاھزادہ محمد علی میرزا دولتشاہ دراحکام روزہ بطور تفصیل بتاریخ ٦ رجب ١٢٣٦ نوشتہ است ۔لہذا حتماً شاھزادہ محمد علی مرزا درسن ١٢٣٦ زندہ بودواوتقریباً درسال ١٢٣٧ھ وفات یافت وبعد ازاو اقامت شیخ درکرمانشاہ مشکل شد لہذا عزم زیارت حضرت امام رضا کرد تا مرکز دیگر تلاش کند۔

لیکن شیخ عبداللہ درشرح احوال پدرش چنیں می نویسد ''الغرض درسال دویم پس از وفاتش تمامی بلاد ایران را وبا بشدت فراگرفت ۔درایں اوقات آں بزرگوار عزیمت زیارت حضرت امام رضا علیہ السلام ارتحال فرمودہ تشریف فرمائے قم گردید واز انجا بقزوین واز آنجا بطہران ودرشاہ عبدالعظیم منزل فرمود۔ شرح احوال شیخ احمد احسائی ص ٣٦

تکفیر شیخ درقزوین

ازایں تحریر شیخ عبداللہ ثابت شد کہ شیخ احمد احسائی تقریباً درسال ١٢٣٨ھ عزیمت زیارت حضرت رضا (ع) کردودراثنائے راہ واردقزوین شد، درقزوین ملا محمد تقی برغانی بعد از سوال وجواب ازشیخ درمسئلہ میعاد شیخ احمد احسائی را تکفیر کردوفتوائے کفر برائے او صادر کردہ۔

مگر کاظم رشتی درکتابش وشیخ عبداللہ درکتابش شرح احوال شیخ احمد احسائی ایں واقعہ تکفیر شیخ را ذکر نہ کردہ اند واز طرف سائر علمائے ایران عزت واحترام شیخ را بشدت بیان کردہ اند ۔لیکن چوں تکفیر شیخ منتشر ومشتہر شد، برائے رؤسائے شیخیہ ممکن نماند کہ ایں واقعہ تکفیر را خفا کند۔چنانچہ رئیس مذہب شیخیہ رکنیہ کرمان درکتاب فہرست مشائخ عظام می نویسد کہ:

''تا یکی دو سال باخر حیات ایشاں ماندہ بود وقضیۂ تکجیلی پیش آمد کہ از بزرگ

ترین امتحانات خداوند عالم جل شانہ دریں آخرالزمان بود''۔

کتاب فہرست مشائخ عظام ص ۱۵۱ سطر ۲۔۳

بعدازاں می گوید کہ:

وآں قضیہ حکایت تکفیر شیخ بزرگوار بود کہ در شہر قزوین حادث شد۔

کتاب فہرست مشائخ عظام ص ۱۵۱ سطر ۹

وبعدازیں می گوید کہ:

چیزی کہ مسلم است وقابل انکار نیست واز مجموع روایات مختلفہ پیدا است، ہمانا مسئلہ تکفیر است کہ قطعاً واقع شدہ ومرتکب اول آں مرحوم ملا محمد تقی برغانی معروف بشہید ثالث بود۔ کتاب فہرست مشائخ عظام ص ۱۵۱ سطر ۱۶ تا ۱۹

چوں شیخ عبداللہ فرزند شیخ احمد احسائی درشرح احوال پدرش تاریخ وفات شیخ را بایں طور نوشتہ است کہ ''جہان فانی را وداع وقرب جوار پروردگار را اختیار فرمود در روز یک شنبہ بیست ویکم شہر ذی قعدۃ الحرام از سال یک ہزار ودویست وچہل ویک (۱۲۴۱) ہجری

شرح احوال شیخ احمد احسائی ص ۴۰

وچوں حسب تحریر رئیس مذہب شیخیہ در کتاب فہرست مشائخ عظام واقعہ تکفیر در قزوین وقتی پیش آمد کہ یکی دو سال باخر حیات ایشاں ماندہ بود لہذا واقعہ تکفیر شیخ تقریباً در سن ۱۲۳۸ھ پیش آمد۔

وچوں شیخ عبداللہ درشرح احوال پدرش مراجعت شیخ را در کرمان شاہ چنیں می نویسد کہ:

''دوازدہم ماہ شوال بکرمانشاہ ارتحال فرمود ویکسال نیز اقامت نمود عازم مجاورت عتبات عالیات گردید''۔ شرح احوال شیخ احمد احسائی ص ۳۸

لہذا ازیں حساب اقامت شیخ درکرمان شاہ از دو رجب سن ۱۲۲۹ھ تا شوال

۱۲۳۹ھ می باشد و آخرین کتابے کہ درایام اقامت کرمان شا نوشتہ شد جواب شیخ یعقوب و اقوال سائر حکما است کہ تاریخ تحریر آں در کتب مشائخ بر ص ۲۳۸، ۸ شعبان ۱۲۳۹ نوشتہ شدہ است۔

پس حقائق کہ تا اینجا نوشتہ شد کہ شیخ در کرمان شاہ از سن ۱۲۲۹ھ تا سن ۱۲۳۹ھ اقامت نمودہ۔ وھمہ کتاب حکمت و فلسفہ و کلام در زمانہ اقامت کرمانشاہ درزیر چتر حمایت شاہزادہ محمد علی میرزا نوشتہ است و دربارہ ایں کتب فلسفہ وحکمت شیخ در ترجمہ خود کہ بخط خود نوشتہ است چنیں می نویسد کہ:

''وازاردت ان تعرف صدق کلامی فانظر فی کتبی الحکمیہ فانی من اکثرھا فی اغلب المسائل خالفت جلل الحکماء والمتکلمین'' سیرۃ الشیخ احمد الاحسائی ص ۲۰''

تا یکی دو سال باخر حیات ایشاں ماندہ بود وقضیۂ عجیبی پیش آمد کہ از بزرگ ترین امتحانات خداوند عالم جل شانہ دریں آخرالزمان بود''۔

کتاب فہرست مشائخ عظام ص ۱۵۱ سطر ۲۔۳

بعدازاں می گوید کہ:

وآں قضیہ حکایت تکفیر شیخ بزرگوار بود کہ در شہر قزوین حادث شد۔

کتاب فہرست مشائخ عظام ص ۱۵۱ سطر ۹

وبعدازیں می گوید کہ:

چیزی کہ مسلم است وقابل انکار نیست واز مجموع روایات مختلفہ پیدا است، ہمانا مسئلہ تکفیر است کہ قطعاً واقع شدہ و مرتکب اول آں مرحوم ملا محمد تقی برغمانی معروف بشہید ثالث بود۔ کتاب فہرست مشائخ عظام ص ۱۵۱ سطر ۱۶ تا ۱۹

چوں شیخ عبداللہ فرزند شیخ احمد احسائی در شرح احوال پدرش تاریخ وفات شیخ را بایں طور نوشتہ است کہ ''جہان فانی را وداع وقرب جوار پروردگار را اختیار فرمود در روز یک شنبہ

بیست ونہم شہر ذی قعدۃ الحرام از سال یک ہزار ودویست وچہل ویک (۱۲۴۱) ہجری

شرح احوال شیخ احمد احسائی ص ۴۰

وچوں حسب تحریر رئیس مذہب شیخیہ در کتاب فہرست مشائخ عظام واقعہ تکفیر در قزوین وقتی پیش آمد کہ یکی دو سال باخر حیات ایشاں ماندہ بود لہذا واقعہ تکفیر شیخ تقریباً در سن ۱۲۳۸ھ پیش آمد۔

وچوں شیخ عبداللہ در شرح احوال پدرش مراجعت شیخ را در کرمان شاہ چنیں می نویسد کہ:

''دوازدھم ماہ شوال بکرمانشاہ ارتحال فرمودہ یکسال نیز اقامت نمودہ عازم مجاورت عتبات عالیات گردید''۔ شرح احوال شیخ احمد احسائی ص ۳۸'' تا یکی دو سال باخر حیات ایشاں ماندہ بود قضیۂ عجیبی پیش آمد کہ از بزرگ ترین امتحانات خداوند عالم جل شانہ دریں آخر الزمان بود''۔

کتاب فہرست مشائخ عظام ص ۱۵۱ سطر ۲۔۳

بعد ازاں می گوید کہ:

وآں قضیہ حکایت تکفیر شیخ بزرگوار بود کہ در شہر قزوین حادث شد۔

کتاب فہرست مشائخ عظام ص ۱۵۱ سطر ۹

وبعد ازیں می گوید کہ:

چیزی کہ مسلم است وقابل انکار نیست واز مجموع روایات مختلفہ پیدا است، ہمانا مسئلہ تکفیر است کہ قطعاً واقع شدہ ومرتکب اول آں مرحوم ملا محمد تقی برغانی معروف بشہید ثالث بود۔ کتاب فہرست مشائخ عظام ص ۱۵۱ سطر ۱۶ تا ۱۹

چوں شیخ عبداللہ فرزند شیخ احمد احسائی در شرح احوال پدرش تاریخ وفات شیخ را بایں طور نوشتہ است کہ ''جہان فانی را وداع وقرب جوار پروردگار را اختیار فرمود در روز یک شنبہ

بیست و کیم شھر ذی قعدۃ الحرام از سال یک ھزار و دویست و چھل و یک (۱۲۴۱) ھجری

شرح احوال شیخ احمد احسائی ص ۴۰

و چوں حسب تحریر رئیس مذھب شیخیہ در کتاب فہرست مشائخ عظام واقعہ تکفیر در قزوین وقتی پیش آمد کہ یکی دو سال باخر حیات ایشاں ماندہ بود لہذا واقعہ تکفیر شیخ تقریباً در سن ۱۲۳۸ھ پیش آمد۔

و چوں شیخ عبداللہ در شرح احوال پدرش مراجعت شیخ را در کرمان شاہ چنیں می نویسد کہ:

''دوازدھم ماہ شوال بکرمانشاہ ارتحال فرمود یکسال نیز اقامت نمود عازم مجاورت عتبات عالیات گردید''۔ شرح احوال شیخ احمد احسائی ص ۳۸'' تا یکی دو سال باخر حیات ایشاں ماندہ بود قضیہٗ عجیبی پیش آمد کہ از بزرگ ترین امتحانات خداوند عالم جل شانہ دریں آخر الزمان بود''۔

کتاب فہرست مشائخ عظام ص ۱۵۱ سطر ۲۔۳

بعد ازاں می گوید کہ:

و آں قضیہ حکایت تکفیر شیخ بزرگوار بود کہ در شہر قزوین حادث شد۔

کتاب فہرست مشائخ عظام ص ۱۵۱ سطر ۹

و بعد ازیں می گوید کہ:

چیزی کہ مسلم است و قابل انکار نیست و از مجموع روایات مختلفہ پیدا است، ہمانا مسئلہ تکفیر است کہ قطعاً واقع شدہ و مرتکب اول آں مرحوم ملا محمد تقی برغانی معروف بشہید ثالث بود۔ کتاب فہرست مشائخ عظام ص ۱۵۱ سطر ۱۶ تا ۱۹

چوں شیخ عبداللہ فرزند شیخ احمد احسائی در شرح احوال پدرش تاریخ وفات شیخ را بایں طور نوشتہ است کہ ''جہان فانی را وداع وقرب جوار پروردگار را اختیار فرمود در روز یک شنبہ

بیست وکیم شھر ذی قعدۃ الحرام از سال یک ھزار ودویست وچھل و یک (۱۲۴۱) ھجری

شرح احوال شیخ احمد احسائی ص ۴۰

و چوں حسب تحریر رئیس مذھب شیخیہ در کتاب فہرست مشائخ عظام واقعہ تکفیر در قزوین وقتی پیش آمد کہ یکی دو سال باخر حیات ایشاں ماندہ بود لہذا واقعہ تکفیر شیخ تقریباً در سن ۱۲۳۸ھ پیش آمد۔

و چوں شیخ عبداللہ در شرح احوال پدرش مراجعت شیخ را در کرمان شاہ چنیں می نویسد کہ:

''دوازدھم ماہ شوال بکرمانشاہ ارتحال فرمودہ یکسال نیز اقامت نمودہ عازم مجاورت عتبات عالیات گردید''۔ شرح احوال شیخ احمد احسائی ص ۳۸

یعنی چوں ارادہ کنی کہ صداقت کلام مرا بدانی پس در کتب حکمت و فلسفہ من نظر کن چرا کہ من در اکثر انہا در اغلب مسائل مخالفت جلیل القدر حکماء و متکلمین کردہ ام۔

و مراد شیخ از جلیل القدر حکماء ملا صدرا وغیرہ و از جلیل القدر متکلمین از شیخ محمد یعقوب کلینی و شیخ صدوق۔ و شیخ مفید و از شیخ طوسی گرفتہ تا علامہ مجلسی تمامی علمائے بزرگ شیعہ می باشند۔ و تاریخ تحریر ایں کتب در آخر آنہا نوشتہ شدہ است کہ بمطابق فہرست کتب مشائخ عظام بقرار ذیل است۔

۱۔شرح زیارت جامعہ	۱۰ ربیع الاول ۱۲۳۰ھ
۲۔شرح علی الحکمۃ العرشیہ	۲۷ ربیع الاول ۱۲۳۶ھ
۳۔شرح علی المشاعر و قواعد حکمۃ	۲۷ صفر ۱۲۳۴ھ
۴۔شرح علی الرسالۃ العلمیہ	۱۵ ربیع الثانی ۱۲۳۰ھ
۵۔شرح فوائد فی الحکمۃ	۹ شوال ۱۲۳۲ھ
۶۔جواب شیخ یعقوب و سائر حکما	۸ شعبان ۱۲۳۹ھ

پس چوں شیخ از ۱۲۲۹ھ تا ۱۲۳۹ھ در کرمان شاہ اقامت داشت لہذا ایں ہمہ کتب حکمت وفلسفہ وکلام درزمانہ اقامت کرمان شاہ نوشتہ شدند وتالیف وتصنیف شدہ بودند۔

وازیں بیان شیخ ازیں امر ھم ثابت شد کہ شیخ ایں ترجمہ خویش رابرائے مریدان خود بعداز ۱۲۳۹ نوشتہ است تا ایشاں رافہماند کہ تمامی علمائے شیعہ غلط وباطل نوشتہ اند وچوں من دریں کتب فلسفہ حکمت وکلام از وحی والہام وتسدید آئمہ اطہار وتعلیم ایشاں نوشتہ ام لہذا عقائد ونظرات کہ من دریں کتب نوشتہ ام صحیح اند ودراں امکان غلط نیست۔

مھاجرت از ایران ومجاورت کربلا

بعداز وفات شاھزادہ محمد علی مرزا دولت شاہی فارغ البالی ونعمتھائے شیخ رو بہ زوال آمد کہ شیخ آں زوال بشہر کرمان شاہ منسوب می کند۔ وممکن است کہ اہل کرمان شاہ ہم مثل اکابرین یزد مخالف شیخ گشتہ باشند۔

لہذا شیخ برائے تلاش جائے دیگر کہ برائے اقامت او مناسب باشد بہ بہانہ زیارت امام رضا رخت سفر بست واز کرمانشاہ ارتحال کردہ آمد واز قم بہ قزوین واز آنجا بہ طہران وشاہ عبدالعظیم منزل کرد بعداز اں شیخ عبداللہ می نویسد کہ:

"تمام اہل بلاد بعلت وبا متفرق در جبال بودند پس از چہار روز حرکت فرمودہ روانہ طوس گردید واز آنجا بشاھرود تشریف بردہ دریں وقت وبا در قافلۂ ایشاں پدید آمد وجمعی از زوار واتباع آں بزرگوار راھلاک نمود" شرح احوال شیخ احمد احسائی ص ۳۷

غرض از وبا و دشواری ھائے دیگر ممکن نہ شد کہ جائے رابرائے اقامت خویش انتخاب کند۔ البتہ از ہر جا کہ می گذشت حاکم آں موالات برائے استقبال او پیش می آمد۔ چنانچہ در تربت حاکم آنجا محمد خان پسر اسحاق خان استقبال نمود۔ در طبس حاکم آنجا علی نقی خاں پسر میر حسن خاں، استقبال نمود، چوں راہ رابلوچ گرفتہ بودند وعبور دشوار بود۔ لہذا علی نقی

خان حاکم طلبس پسر عم خویش مراد علی را با نضمام یکصد نفر سوارہ و دو بست نفر پیادہ تا دار العبادۃ یزد ہمراہ نمود"۔ شرح احوال شیخ احمد احسائی ص ۱۲۷

شیخ عبداللہ در شرح احوال پدرش واقعہ تکفیر شیخ را قطعاً ذکر نہ کردہ و مصیبت و باو دشواری ہائے دیگر را ذکر کردہ و در اثنائے راہ احترام فوق العادۃ علماء در طوس و یزد و اصفہان را بیان کردہ در آخر می گوید۔

"الغرض روز دواز دھم ماہ شوال بکرمانشاہ ارتحال فرمود۔ و یک سال نیز اقامت نمودہ عازم مجاورت عتبات عالیات گردید" شرح احوال شیخ احمد احسائی ص ۳۸

در آنحالیکہ شیخ عبداللہ دریں سفر زیارت ہمراہ پدر بودہ چنانکہ از شرح احوال پدرش ثابت است کہ چوں شیخ بر اصرار اہل اصفہان برائے ماہ صیام ارادہ اقامت در اصفہان کردہ بود لہذا شیخ عبداللہ را از اصفہان روانہ کرمانشاہ کرد۔ چنانچہ شیخ عبداللہ در شرح احوال پدرش می نویسد کہ:

"بر اصرار افزودند کہ ہر گاہ ایں ماہ را توقف شود کمال تلطف است لاجرم عیال و اثقال جز لوازم اقامت بصحابت شیخ عبداللہ روانہ کرمان شاہ فرمود"

شرح احوال شیخ احمد احسائی ص ۳۸

امروز از تابعین شیخ کسے نیست کہ از واقعہ تکفیر شیخ در قزوین آگاہ نباشد ہر کس از آنہا می داند کہ تکفیر کنندہ او آقائے محمد تقی برغانی بودند کہ خود را العلم و افقہ می دانستند و موضوع تکفیر معاد جسمانی بود کہ شیخ منکر آں بودہ۔ چنانچہ مرزا ابو القاسم خاں در کتاب فہرست مشائخ عظام می نویسد کہ:

چیزی کہ مسلم است و قابل انکار نیست واز مجموع روایات مختلفہ پیدا است ہمانا مسئلہ تکفیر است کہ قطعاً واقع شدہ و مرتکب اول آں مرحوم ملا محمد تقی برغانی معروف بشہید ثالث بود۔ کتاب فہرست مشائخ عظام ص ۱۵۱

لیکن شیخ عبداللہ درشرح احوال پدرش دریں راہ بہ ذکر وبا واحترام فوق العادہ شیخ ازطرف علماء واستقبال حاکم تربت وطلبس اکتفا کردہ ۔واقعہ تکفیر شیخ رابیان نہ کردہ ۔لہذ اقرینہ می گوید کہ ایں ذکر احترام فوق العادہ شیخ ازطرف علماء واستقبال حاکم تربت وطلبس برائے اخفاء و پردہ پوشی ایں واقعہ باشد۔بہر حال شیخ ازیں سفر مراجعت نمودہ تا آں وقت در کرمان شاہ اقامت کرد کہ از جانب آقایان شیخ حکم دیگر صادر نشد ۔چوں آقایان او حالت ایران را مشاہدہ کردہ بوند ۔لہذا ایشاں شیخ را برائے عراق مامور کردند او بہ بہانہ مجاورت عتبات بکربلا ارتحال نمود۔

معرکہ تکفیر شیخ درکربلا

شیخ عبداللہ اولین کسے است کہ بعد از وفات پدرش ترجمہ شیخ را نگاشتہ لیکن او واقعہ تکفیر شیخ را درقزوین بیان نہ کردہ و برائے اخفا کردن و پوشیدہ داشتن ایں واقعہ احترام فوق العادہ علمائے تمام شھر ھائے ایران رابیان کردہ است۔

سید کاظم رشتی شاگرد ارشد شیخ کہ جانشین اول او می باشد ہم واقعہ تکفیر شیخ درقزوین را اخفا کردہ وقطعاً بیان نہ کردہ ۔وہماں طور کہ شیخ عبداللہ درشرح احوال پدرش نوشتہ بود ۔کاظم رشتی نیز احترام فوق العادۃ علمائے تمام شھر ھائے ایران راشدت بیان کردہ تا ثابت کند کہ او از ایران بہ سلامت رفتہ ۔چوں سید کاظم رشتی کتاب دلیل المتحیرین را در جواب سائلے نوشتہ است کہ از ہندوستان از وتکفیر شیخ سوال کردہ بود لہذا او دریں کتاب کوشش کردہ کہ ایں سائل ہندوستان را فہماند کہ شیخ کافر نہ بودہ بلکہ درایران تمام علماء احترام او می کردند۔لیکن چوں شیخ ارادہ اقامت کربلا کرد علماء ومجتہدین ومراجع آنجا براو حسد کردند ،وآں مخالفت ہا را بیان کردہ است کہ درکربلا با خود شیخ وعلماء ومجتہدین کربلا واقع شدہ بود ۔چنانکہ رئیس مذہب شیخیہ احقاقیہ کویت مرزا حسن الاسکوئی الحائری الاحقاقی درکتاب خود الدین بین السائل و

المجیب می نویسد کہ:

وقصہ اعلی اللہ مقامہ وقصہ تلامیذہ مع المخالفین طویلۃ عریضۃ فمن اراد الاطلاع علیھا مفصلاً مشروحاً فعلیہ بکتاب دلیل المتحیرین الذی الفہ تلمیذہ الارشد السید کاظم رشتی۔

الدین بین السائل والمجیب ص ۱۱۶

یعنی قصہ شیخ احمد احسائی و شاگردان او با مخالفین طویل وعریض است پس ہر کس کہ می خواہد کہ ازیں مخالفتھا مفصلاً ومشروحاً اطلاع یابد او را باید کہ کتاب دلیل المتحیرین را مطالعہ کند کہ شاگرد ارشد او سید کاظم رشتی آں کتاب را تالیف کردہ است۔

اکنوں می بنیم کہ سید کاظم رشتی در دلیل المتحیرین چہ می گوید۔ او زیر عنوان ''صدور مبادی الاختلاف می نویسد کہ'' واعلم انہ لما تکررت زیارۃ الشیخ المرحوم للعتباب المشرفات و رجوعہ الی مسکنہ الذی ھو کرمانشاھاں کانت نائرۃ الخلاف خامدۃ وعیوان النفاق راقدۃ والالسن بفضل ذالک الجناب ناطقۃ۔ دلیل المتحیرین ص ۳۸

یعنی باید دانست کہ تا آں وقت کہ شیخ مرحوم در کرمان شاہ اقامت داشت وبرائے زیارت عتبات مکرراً می آمد وبازمی گشت، آتش مخالفت خاموش بود وچشمہ ھائے نفاق خشک بودند وزبانھا در فضل آنجناب گویا بودند۔

سید کاظم رشتی ازیں بیان می خواہد کہ بآں سائل ہندی بفہماند کہ تاوقتیکہ شیخ ارادہ اقامت کربلا نہ کردہ ہمہ علماء ومردم ایران وعراق در فضل آنجناب رطب اللسان بودند اکنوں می بنیم کہ کاظم رشتی آں سائل ہندی را چہ طور مطمئن می کند۔ چنانچہ او می گوید:

''فلما استقر بہ الجلوس بعد مدۃ یسیرۃ تحرک اھل الشقاق والذین فی قلوبھم مرض النفاق وعدم الوفاق مع آل اللہ اھل الاتفاق اتوا الی جناب السید المھدی السید مھدی ابن المرحوم المبرور المغفور المیر سید علی تغمد اللہ بغفرانہ و اوصلہ الی دار رضوانہ وشھبو لہ و اتوا ببعض العبارات المحدودۃ الاول والاخر والوسط والعبارات التی لاانس لھم بھا ولا معرفۃ لھم

باصطلاحتھافذکروالہ غیرالمرادواظہرواالضغائن المستکنۃ فی الفوادخوناعلیٰ دنیاھم الدنیۃ''
دلیل المتحیرین ص ۳۸

یعنی چوں قیام شیخ استقرار یافت بعدازمدت یسیراہل شقاق (یعنی تمام شیعہ علمائے اعلام ومجتہدین عظام وشیعیان کربلا) کہ دردلہائے آنہامرض نفاق بودوبا آل اللہ اہل اتفاق موافق نہ بودند درحرکت آمدندوبنزدجناب سیدالمعتمدی السید مہدی ابن المرحوم المبرورالمغفورسیدعلی (صاحب ریاض) رفتہ آنہارادرشبہ انداختند۔ بعض عبارت ھائے شیخ رابخدمت ایشاں پیش کردند کہ ایشاں ازآنہامانوس نہ بودندوازاصطلاح آنہامعرفت نداشتند پس ایشاں بخدمت سیدمہدی مطالب آں عبارت ھارا چنیں بیان کردند کہ آں مرادشیخ نہ بودوضغائین راکہ دردلھائے ایشاں نھفتہ بودظاہرکردند بخوف اینکہ دنیائے آنہاراشیخ نہ رباید۔ ودرصفحہ بعدمی گوید کہ:

والناس اھل الشرورو المفاسد یطلبون الفتنۃ ویحبون وقوع المحنہ ربما تصیبھم بعض المنال الدنیوی والعرض الزائل الذی مالہ الخسران وعاقبۃ الحرمان فلما اظھر جناب السید الاعراض وتفوہ بکلمات لم تناسبہ زادوفی کلماتہ کلمات وعباراتہ عبارات وشھروھابین العوام ونشروھاعندالطغام فثارت ثائرۃ الفتنۃ وحاجت اعصارالمحنۃ وشھرواعندالخلق من العوام من الرجال والنساءان الشیخ احمدقدکفر'' دلیل المتحیرین ص ۴۰

یعنی مردم اھل شروراندومفاسدفتنہ جواندومی خواہندکہ مصیبت برپاکنندتاازمال ومنال دینوی بہرہ اندوزشوندکہ نتیجہ آن خسران است وعاقبت آں محرومی است پس چوں جناب سیدمہدی ابن سیدعلی صاحب ریاض اعراض کردندوکلماتے گفتندکہ گفتن آں کلمات برائے آنہامناسب نہ بودآنہادرکلمات اوکلمات وعبارات اوعبارات رااضافہ کردہ درمیان مردم شہرت دادندونزدمردمان پست وفرومایہ نشرکردندونزدتودہ مردم ازمردوزن مشہورکردندکہ انّ الشیخ احمدقدکفر''یعنی شیخ احمدکافرشد۔

وبعد ازایں در ہمیں صفحہ می گوید:

ثم عقدوا مجلساً واحضروا اھل الحل والعقد لوشئت لسمیت باسمائھم ولاومات الیٰ اشخاصھم، والکنی من امرھم قد تکرمت و بالجملة عقدوا مجلساً لیکتبوا سجلاً فی تکفیر ذالک العالم الربانی وینقشوا صحیفة فی بطلان عقائد ذالک الامر الشنیع وقعت زلزلة شدیدة فرقت جمعھم"

دلیل المتحیرین ص ۴۰

یعنی بعد ازاں ایشاں مجلسے منعقد کردند و تمام اھل حل وعقد در آں مجلس حاضر شدند اگر بخواھم اسمائے آں اھل حل وعقد را بیان بکنم و آں اشخاص را نشان بدھم لیکن من از راہ احترام ذکر اسمائے آنہا را نمی کنم ۔ و بالجملہ آنہا مجلسے منعقد کردند تا دستاویزے در تکفیر شیخ احمد احسائی و کتابے در بطلان عقائد آں نور سبحانی بنویسد ۔ چوں ایشاں ارادہ ایں امر را کردند زلزلہ شدید آمد کہ از آں جمیعت ایشاں متفرق شد و بعد ازیں در ہماں صفحہ و در صفحہ بعدی نویسد"

"فاکثروا الاقاویل الباطلہ والزور والبھتان والتمویة علی الناس ببعض العبارحتی ادخلوا فی قلوب العوام الذین کالانعام والنساء مردة ابلیس حتیٰ ان شخصاً لا یرد الله مضجعة ولا رزقہ جنة قد کتب کتاباً و ذکر فیہ جمیع المذاھب الباطلہ من مذاھب الملاحدة و الزنادقة والصوفیہ ومکائد اھل التلبیس کلھا نسبھا الیٰ ذالک العالم الربانی والولی الصمدانی وکان لہ مجلسا عصر تجتمع الناس عندہ فیقرء علیھم ذالک الکتاب ویقول لھم ان ھذا العقائد اعتقادات الشیخ احمد الاحسائی فیصیح الناس باللعنة والتبری لجھلھم" دلیل المتحیرین ص ۴۰۔۴۱

یعنی پس ایشاں بر بعض عبارت اقوال باطل و دروغ و بہتان و تلبیس بسیار مشتہر کردند ۔ حتی در دلہائے عوام کہ مثل حیوان اند و در دلھائے زنان کہ گروہ ابلیس اند آں مطالب را داخل کردند ۔ حتی اینکہ شخصے کہ خدا قبر او را خنک نہ کناد و او را جنت نصیب نہ کناد کتابے نوشت و در آں ذکر تمام مذاہب باطل کردہ، و مذھب ملاحدہ و مذہب زنادقہ و مذہب صوفیہ غلات و مذہب مفوضہ و مذہب نصاریٰ و عقائد تمام اہل باطل را بیان کردہ ۔ و آنہا را بایں عالم

ربانی وولی صمدانی یعنی شیخ احمد احسائی منسوب کردہ می گفت کہ اینہا عقائد شیخ احمد احسائی اند۔ وآں شخص دروقت عصر مجلسے منعقدمی کرد کہ در آں مجلس تمامی شیعیان کربلا جمع میشدند۔ پس او ایں کتاب رانزد ایشاں می خواند و می گفت کہ ایں عقائد، اعتقادات شیخ احمد احسائی اند پس مردمان کربلا نعرہ می زدند کہ بر شیخ احمد احسائی لعنت باد۔ بر شیخ احمد احسائی لعنت باد،

وبعد از چند صفحات ازیں بیان می گوید کہ:

''وکتبوا فی البلدان الی روسائھا واھل الحل والعقد ان الشیخ احمد کذا وکذا اعتقادہ شوشوا قلوب الناس وجعلوھم فی التباس'' دلیل المتحرین ص ۴۷

یعنی آنہا در تمام ممالک وشھر ھا بہ تمامی روسا و اھل حل وعقد مکتوبات نوشتند و آنہا را اطلاع دادند کہ عقائد شیخ چنیں و چناں اند۔ دلہائے مردم را مشوش کردند۔ ہمہ آنہا را درشک انداختند۔ ورئیس مذہب شیخیہ رکنیہ کرمان ابو القاسم خان قاچاری در کتاب فہرست مشائخ عظام می نویسد کہ:

تا اینکہ بکربلائی معلی مشرف شد و در آنجا رحل اقامت انداخت و در نظر داشت کہ بقیہ عمر را درمجاورت آن سدہ سنیہ مشغول خدمت ونشر علم و بیان فضائل آل محمد علیھم السلام باشد، و دریں موقع بعضی با قتضای فطرت متحمل نہ شدند و بر علم وحکمت وفضیلت آنجناب حسد بردند و جناب شہید ہم در تعقیب تکفیر خود تا کیدات زیاد بہ بعض علماء آنجا نوشت کہ ما کفار شیخ نمودیم شاھم اعانت نمائید و جمعی کہ در قلوبشاں میل از حق بود تبعیت نمودند و بر گاؤ گوسفند خود تر سیدہ در کربلای معلی ھم ایں زمزمہ را بلند کردند و تدریجاً بغوغا رسانیدند و تشکیل مجالس دادند''

فہرست کتب مشائخ عظام ص ۱۷۰

مقام شامخ آقائے آیت اللہ السید محمد مھدیؒ

در کربلائی معلی آیت اللہ السید محمد مھدی ابن سید علی صاحب ریاض مرجع تقلید

شیعیان جہان بودند، ایشاں شیخ احمد احسائی را در آن وقت تکفیر کردند کہ شیخ دراں وقت حیات داشت۔ ودر کربلای معلیٰ اقامت داشت و پدر بزرگوار سید محمد مھدی سید علی صاحب ریاض ھم در کربلای معلیٰ مرجع تقلید شیعیان جہاں بودند۔ چنانچہ سید کاظم رشتی جانشین اول شیخ احمد احسائی در کتاب دلیل المتحیرین ذکر آنہا دریں الفاظ بیان کردہ است۔

''والناس فی الاول الامر حیث کان من بیت رفیع۔ وشہرت البیت قد عمت جمیع البلاد والعباد، وھو یظھر الورع والزھد صدقوہ، واتبعوا الذی بصدقہ فاؤلٰئک الاتباع الذین کانو اذنابا صار وارؤساء ودخلوا فی الاجتماع والا فاضل الخلاف فی ھذا المقام کلھا تدور فی ثلاث اقسام منھم واحد بمشھد سیدنا الحسین علیہ السلام والاثنان فی النجف'' دلیل المتحیر یل ص۹۳۔۹۴

یعنی مردم دراول امر برائے اینکہ ایشاں (السید محمد مھدی) از بیت رفیع بودند۔ ودر تمام شہر ھا و در تمام مردم شہرت ایں بیت عام شدہ بود۔ وایشاں ھم زاھد و متقی و پرہیز گار بودند۔ لہذا مردم در تکفیر شیخ تصدیق ایشاں کردند۔ و تکفیر شیخ را تسلیم کردند و ہر کس کہ ایشاں اجازہ می دادند او ھم در تکفیر شیخ پیروی ایشاں می کرد۔ پس ایں پیروکاران واتباع او اذناب بودند کہ رؤسائے قوم و مذہب و ملت شدند۔ و داخل اجماع شدند و مخالفین فضلاء بر سہ قسم بودند۔ یکے در مشہد سیدنا امام حسین (ع) اقامت داشت و دو در نجف اشرف اقامت داشتند۔

فرار الشیخ الیٰ مکہ وموتہ فی ھدیہ

کاظم رشتی در کتاب دلیل المتحیرین می نویسد کہ ایں حالات شیخ را مجبور بہ فرار از کربلا کردند۔ چنانچہ او زیر عنوان مذکور می گوید کہ:

''ولما کان الفرار الی اللہ سبحانہ ھو الامان من کل مخاوف ففرّ الی اللہ سبحانہ متمثلا لامر اللہ حیث یقول ففروا الی اللہ فقصد حج بیت اللہ خوفا من فراعنۃ ھذہ الامۃ مقتدیا بالسید الشھداء حیث فر منھم الی بیت اللہ عن حرم جدہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ فلذا لک الشیخ اعلیٰ

مقامہ ورفع فی الدارین اعلامہ انھزم من الظالمین وسار باھلہ وعیالہ وابناۂ و بناتہ وزوجاتہ و باع کلما عندھم من المضاغ والحلی فقصد الی السفر ذالک السفر الشاق مع ضعف بنیتہ ونفاذ قوتہ و کبر سنہ وشدہ خوفہ فسافر بالعیال وشد الرحال وابقانی بایدی ھولاء الارذال وحیداً غریباً بلا ناصر ولا معین الامدداللہ وعنایتہٖ وحفظہ وکلایتہ'' دلیل المتحیر یل ص ۵۲

یعنی چوں امان از تمام مخاوف فرار بسوئے خدا بود پس بموجب ایں حکم خدا کہ فرمودہ است کہ بسوئے خدا فرار کنید۔ او نیز بسوئے خدا فرار کرد و از خوف فراعنہ ایں امت بہ پیروی سید الشہداء قصد حج بیت اللہ کرد۔ چنانکہ سید الشہداء از حرم جد خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ بسوئے بیت اللہ فرار کردہ بود۔ پس ہمیں طور شیخ اعلیٰ مقامہ از ظالمین منہزم گشتہ و تمام کالاھائے خود را فروخت کردہ و بایں عالم پیری، و حالت ضعف با اھل و عیال و پسران و دختران و ازدواج بریں سفر شاق روانہ شد، و مرا در میان ایں قوم ذلیل یکہ و تنہا بے یار و مددگار گذاشتہ کہ غیر از مدد و عنایت و حفاظت خدا برائے من کسے نہ ماندہ، لیکن چوں شیخ بمقام ھدیہ رسید ایں دنیا را بدرود گفت۔

درایں بیان کاظم رشتی بر چند امور بطور خاص توجہ باید کرد۔

اول اینکہ حج قربۃ الی اللہ کردہ می شود نہ از خوف فراعنہ امت۔ چنانکہ کاظم رشتی می گوید کہ: فقصد حج بیت اللہ خوفا من فراعنہ ھذہ الامت، لہذا ہر زیارتے کہ شیخ کردہ ہمیں طور سر پوش برنامۂ دیگر بود۔

دویم اینکہ فرار شیخ را تشبیہ بہ ھجرت سید الشہداء دادن انتہائی جسارت است۔

سویم اینکہ کاظم رشتی نہ صرف شیعیان کربلا را بلکہ تمام علماء و مجتہدین عظام و مراجع عالیقدر شیعیان جہاں را دریں بیان ارذال می گوید کہ چنانچہ می نوسید: وابقانی بایدی ھولاء الارذال وحیداً غریباً بلا ناصر ولا معین۔

بعد از فرار شیخ از کربلا شاگرد ارشد شیخ و جانشین اول او در تبلیغ مذہب شیخیہ مصروف

شد۔ورفتہ رفتہ حلقہ درس وتبلیغ او وسعت پیدا کردہ موجب گمراہی مردم شد لہذا شیعہ علمائے کرام ومجتہدین عظام ومراجع عالیقدر شیعیان جہاں در کربلا ونجف براسکات ونائرہ او برخواستند چنانچہ خود کاظم رشتی خود ایں مطلب را در کتاب دلیل المتحیرین چنیں می نویسد کہ:

''بالجملہ فبعد وفاتہ اعلی اللہ مقامہ وانار برہانہ ظنت انہ تضمحل آثارہ وتبلی اخبارہ وتخمد نارہ ویطفی نورہ سکتوا عن الکلام برھۃ من الزمان تقرب مدۃ سنتین اواقل فراٴوا ان نورہ لم یزل فی ازدیاد ونجم سعد علومہ وآثارہ لم یبرح فی علو وارتفاع رجعوا الی ما کانوا بصددہ وتعرضوا لھذا العبد المسکین الحقیر الفقیر فطالت السنتھم علیّ من غیر حجۃ ولا موجب الا انی اذکر مناقبہ وانشر فضائلہ وادرس فی تصنیفاتہ ابین الناس غرر درر فوائد تالیفاتہ فبعثوا الیّ ان اترک ما انت علیہ'' دلیل المتحیرین ص 54

یعنی بعد از وفات شیخ احمد احسائی ایں جماعت گمان کردہ بود کہ آثار او نیست ونابود واخبار او معدوم وآتش او سرد ونور او خاموش خواہد شد۔لہذا تقریباً دو سال یا قدرے کم، از کلام سکوت کردند پس چوں ایشاں مشاہدہ کردند کہ افکار ونظریات شیخ روز بروز رو بہ ترقی اند ونجم سعد علوم وآثار او بر عروج است ایشاں در صدد او برخواستند وآغاز مخالفت ایں بندہ مسکین وحقیر وفقیر کردند۔پس زبانہائے ایشاں برخلاف من بغیر حجت وموجب دراز شد۔غیر ازیں کہ من مناقب شیخ را بیان می کردم وفضائل او را نشر می نمودم واز تصنیفات او درس می دادم وبر مردم فوائد وخصوصیات تالیفات او را بیان می کردم۔پس ایشاں کسے را نزد من فرستادہ پیغام دادند کہ ایں کار را کہ می کنی ترک کن۔

حضور السید رشتی فی المجلس

چوں کاظم رشتی تبلیغ عقائد فاسدہ مذہب شیخیہ را ترک نکردہ او را در حضور علماء برائے سوال وجواب در مجلسے طلب کردند چنانچہ او خود در دلیل المتحیرین می گوید:

"ثم جمعوا واجتمعوا وجلسوا مجلساً يوم الجمعة اول جمعة من شهر رجب واجتمع فیه خلق کثیر مبلغ عددھم الوف ولا واحد منھم یصدقنی واحضرونی فی ذالک المجلس الشدید ـ وانہ لیوم عصیب ـ وجاء القوم یھرعون من کل جانب ولھم من روسائھم جواذب وانا اذا ذاک بینھم وحید فرید ـ فقال لی واحد منھم فی ذالک المجلس ان الملاء یاتمرون بک لیقتلوک فاخرج انی لک من الناصحین وانیٰ لی الخروج وحف القوم من کل جانب و مکان شاکین با سلحتھم مشتملین بارديتھم کانھم اتو للجھاد بین یدی المبعوث من رب العباد" دلیل المتحیرین ص۴۴

پس ایشاں جمع شدند و اجتماع مردم ساختند و بروز جمعہ کہ اول جمعہ ماہ رجب بود مجلسے منعقد کردند، و در آں مجلس خلق کثیر جمع شد کہ تعداد ایشاں بہ ھزارھا می رسد ـ و در آں مجلس کسے نہ بود کہ مرا تصدیق کند، و دریں مجلس شدید مرا حاضر کردند و آں روز سخت بود و ہمہ قوم از ہر جانب دواں دواں می آمد و ایشاں را از جانب رؤسائے ایشاں یعنی مجتہدین عظام و مراجع کرام تائید حاصل بود و من یکہ وتنہا بے یار و مددگار بودم پس در آں مجلس شخصے بہ من گفت کہ سرداران قوم دربارۂ تو مشورہ می کنند کہ ترا بقتل رسانند ـ پس ازیں مجلس فرار کن کہ من برائے تو از نصیحت کنندگان ام ـ درانحالیکہ برائے من گنجائش خروج وفرار نبود و آں قوم مرا از ہر طرف احاطہ کردہ بودند و اسلحہ پوش بودند گویا کہ ایشاں ہمراہ پیغمبر یا امام برائے جہاد آمدہ اند ـ و در صفحہ بعد می گوید کہ:

ثم ابرزوا عبارۃ من ذالک الشیخ القمقام علم الاعلام والنور التمام ان الجسد العصری لایعود ـ قالوا لی ان ھذہ العبارۃ کفر ـ دلیل المتحیرین ص ۶۷

پس ایشاں عبارتے از آں شیخ قمقام وعلم الاعلام والنور التمام پیش کردند: ان الجسد العصری لایعود ـ یعنی معاد با جسم عصری نخواہد بود و پس ایشاں بمن گفتند کہ بگوایں عبارت کفر است ـ

بعد ازیں در صفحہ آئندہ برائے مطمئن کردن آں سائل ہندی کہ سبب تکفیر شیخ از

کاظم رشتی پرسیدہ بودمی نویسد کہ:

فلمارایت قلہ انصافھم وغلظۃ جورھم واعتسافھم قلت لھم ماذاتریدون قالوانریدان تکتب ان ھذہ العبارۃ کفر،فکتبت لھم ان ھذہ العبارۃ اذالم یکن لھابیان مقدماوموخراًاذالم یحذف منھاشئی من اولھاووسطااوآخرھاکفربحسب فھم العوام'' دلیل المتحیرین ص ٦٨

یعنی پس چوں من قلت انصاف ایشاں را دیدم وبرسختی وظلم وجورایشاں نظرکردم۔ من بایشاں گفتم۔شماچہ می خواہید۔ایشاں گفتند مامی خواہیم کہ تو بنویس کہ ایں عبارت کفر است پس من برائے ایشاں نوشتم کہ بیشک ایں عبارت کفراست بحسب فہم عوام اگرازاول ووسط واخرمحذف نباشد۔

رئیس مذہب شیخیہ رکنیہ کرمان مرزاابوالقاسم خاں نیز درفہرست کتب مشائخ عظام ایں واقعہ راباایں طورنوشتہ است۔

''ھماں فرمائیشی کہ ھمہ معترضین ومکفرین ھماں رادست گرفتہ اندوبررخ ہرعامی بے سوادودرہرمجلس ومحفل میکشندودرہرکتابے مینویسندھماایں کلمہ است کہ فرمودہ است، الجسدالعصری لایعود۔وھمیں است کہ میگویندایں برخلاف ضرورت اسلام است۔وعین ھمیں عبارت است کہ درکربلای معلّی درمنزل مرحوم عالم فاضل آقامیرزامحمدعلی شہرستانی مجلں جلیل مرحوم مبرورآیت اللہ میرزامھدی شہرستانی باحضورردوسہ ھزارجمعیت برسیدمرحوم اعلی اللہ مقامہ عرضہ کردندوآں مجلس عجیب داستانھای غریبی بودہ کہ بتمام تفصیل راسیدمرحوم در کتاب دلیل المتحیرین نگاشتہ است ودرآں مجلس تکلیف نمودندسیدبزرگواررا کہ بنویسد آں عبارت العیاذ باللہ کفراست وسیدبزرگوار برائے اسکات اں جماعت نوشتہ آنچہ خلاصہ آں ایں کہ اگرایں عبارت پیش وپس نداشتہ باشدوتفسیرصحیحی آں رااراوہ نکردہ باشدبرحسب تفاھم عوام مردم کفراست'' فہرست کتب مشائخ عظام ص١٥٢۔١٥٣

دریں بیان مرزاابوالقاسم خاں امرے راانکشاف کردہ وآں ایں است کہ ایں

اجتماع درمنزل مرحوم عالم فاضل آقا مرزا محمد علی شہرستانی باحضور دوسہ ہزار جمعیت بود۔ و ایں انکشاف را باید در ذہن داشت و از یں بیان کاظم رشتی صاف ظاہر است کہ کاظم رشتی می خواہد کہ آں مکتوب الیہ را کہ از ہند سبب تکفیر شیخ پرسیدہ بود از فریب کاری و مکاری و عیاری مطمئن کند کہ من در حضور علماء و مجتہدین و مراجع عظام کہ اقبال کفر کردہ ام و آں را تسلیم کردہ و نوشتہ ام بایں فریب تسلیم کردہ ام۔ چرا کہ نہ از یں عبارت از اول چیزے محذوف بود نہ از وسط و نہ از آخر۔ بلکہ ایں فقرہ مفہوم و خلاصہ ایست اں عبارات را کہ شیخ در معاد جسمانی نوشتہ است و کاظم رشتی نمی توانست کہ در آں مجمع کہ حالش خود ایں طور نوشتہ است کہ گویا ایشاں با پیغمبر یا امام برائے جہاد آمدہ اند و ہیچ احمق ایں سخن را قبول نمی تواں کرد۔ ممکن است کہ از یں بیان کاظم رشتی آں سائل ہندی فریب خوردہ باشد۔ لیکن قابل غور ایںست کہ آیا کاظم رشتی می توانست در آں مجمع ایں طور بنویسد؟

مولف کتاب قصص العلماء میرزا محمد تنکابنی ہم ایں واقعہ را نگاشتہ است چنانچہ او ایں واقعہ را چنیں می نویسد کہ:

آقا سید مہدی مجلسی ترتیب داد و شریف العلماء و حاجی ملا جعفر استرآبادی و حاجی سید کاظم رشتی را احضار نمود و ایشاں با سید کاظم مناظرہ نمودند و مواضع چند از کتاب شیخ را گرفتہ کہ ظاہر ایں عبائر کفر است سید کاظم اذعان نمود کہ ظواہر ایں عبائر کفر است۔ لیکن شیخ ظواہر ایں عبائر را ارادہ نکردہ است بلکہ ایں کلمات را تاویلی است کہ آں تاویل مراد شیخ است۔ ایشاں گفتند کہ ما مامور بہ تاویل نیستیم مگر در آیات قرآن و کلمات حضرت سبحان و اخبار پیغمبر و آل اطہار و الاہر کافر یکہ بکلمہ کفری تکلم کند لا محالہ تاویل در او راہ دارد۔ پس بہ سید کاظم گفتند کہ تو بنویس کہ ظاہر ایں عبائر کفر است۔ سید کاظم نوشت کہ ظاہر ایں عبائر کفر است و آں را بمہر خود ممہور نمود۔ پس آقا سید مہدی اگر چہ فتوی نمیگفت۔ لیکن بشہادت ایں دو عادل کہ شریف العلماء و حاجی ملا جعفر استرآبادی حکم تکفیر شیخ و تابعین او نمود۔ و از اں پس

بمسجد رفتہ و مردم را موعظہ نمود کہ دراین عصر گرگان چند بلباس میش درآمدہ و دین مردم را فاسدو کاسد ساختہ اند وایشاں شیخ احمد احسائی و متابعین او ہستند و ایشاں کافر اند ۔ پس تکفیر ایشاں شیوع یافت وعلمائے کہ شیخ و تابعین او را تکفیر کردند، اول ایشاں حاجی ملامحمد تقی قزوینی دوم آقا سید مہدی و حاجی ملامحمد جعفر استرآبادی و اخوند ملا آقای دربندی و شریف العلماء و آقا سید ابراھیم استاد حقیر و شیخ محمد حسین صاحب فصول و شیخ محمد حسن نجفی صاحب جواہر بلکہ اکثری از فقہائے عصر ایشاں تکفیر کردہ اند ۔ قصص العلما محمد تنکابنی ص ۴۴

بہر حال تا اینجا ثابت شد کہ تکفیر شیخ در حیات او و بعد از سوال و جواب او و بعد از تحقیق عقیدہ او اولاً در قزوین واقع شد و محمد تقی برغانی قزوینی ملقب بشہید ثالث در سن ۱۲۳۸ او را بالمشافہ تکفیر کردو کفر او را عیاں ساخت ۔ بعد ازاں در کربلا در سن ۱۲۴۱ھ آقا سید محمد مھدی ابن سید علی صاحب ریاض در حیات او تکفیر کردند و کتابے در رد و ابطال عقائد او ہم در حیات و تالیف شد ۔ و از آں کتاب در مجمع عام و در مجالس بیان می گردند و می گفتند ایں عقائد باطلہ شیخ احمد احسائی اند و مردم صیحہ می زدند و می گفتند بر شیخ احمد احسائی لعنت باد و کاظم رشتی در دلیل المتحیرین بر ص ۹۲ ۔ ۹۳ تسلیم می کند کہ آقائے سید محمد مھدی ابن سید علی صاحب ریاض مرجع شیعیان جہاں بود ۔ از بیت رفیع بود ، و در بلاد و عباد شہرت آں بیت عام بود و خود آقا متقی و زاہد و پرہیز گار بود۔

و بعد از وفات شیخ احمد احسائی در کربلا در مجمع عام طلب کردہ از کاظم رشتی مطالبہ کردند کہ او بنویسد کہ ایں عبارات شیخ کفر اند ۔ و او کفر شیخ را تسلیم کرد و مکفرین شیخ مطابق نوشتہ ھائے رؤسائے شیخیہ و قصص العلماء تنکابنی و دیگر کتب تاریخ و کتبیکہ در رد و ابطال عقائد شیخ احمد احسائی نوشتہ شدہ و تالیف کردہ شدہ ۔ اول ایشاں حاجی ملامحمد تقی برغانی قزوینی بود دوم آقا سید محمد مھدی و سوم حاجی ملا جعفر استرآبادی چہارم آقای دربندی پنجم شریف العلما ششم آقا ابراہیم ہفتم شیخ محمد حسین صاحب فصول ہشتم شیخ محمد حسن صاحب جواہر بودند ۔ بلکہ

اکثری ازفقھائے عصر ایشاں تکفیر نمودہ بودند و درتوصیف علم وتقویٰ و زہد ایں علماء ومراجع شیعیان جہاں آنچہ نوشتہ شدہ درقصص العلماء تنکابنی بخوانید۔

افسانۂ اجازہ ھائے شیخ

شیخی ھامی گویند کہ شیخ ازعلمائے بزرگ شیعہ اجازات داشت مابرایں موضوع از دوطریق غوری توانیم کرد۔

اول ازروئے عقل ودرایت ۔دویم ازروئے نقل وروایت ۔

ازروئے عقل ودرایت ناممکن است کہ کسی مثل شیخ احمد احسائی از ہیچ عالم سوال و خواہش اجازہ کند۔وطلب اجازہ نماید۔چوں حسب ترجمہ او کہ او خود نوشتہ است نزد ہیچ عالم زانوئے تلمذ طے نہ کردہ بلکہ ہمہ علوم او بقول خود اوانی اری منامات وھی الھامات ۔

او بحسب دعوائے خود تمام علوم راازآئمہ طاہرین درخواب رسیدہ یا آنہارا طلب کردہ حاصل کردہ بود واز امام علی نقی علیہ السلام اجازہ ھائے دوازدہ گانہ گرفتہ بود۔

پس کسی کہ نزد ہیچ عالم زانوئے تلمذ طے نہ کردہ باشد وھمہ علوم او از وحی و الھام باشند ۔و امام علیہ السلام خود او راجازہ ھائے نوشتہ شدہ ازآئمہ دوازدہ گانہ عطا فرمودہ باشند و اورامامور کردہ باشند برائے ہدایت خلق ۔آیا ممکن است کہ ایں چنیں شخص ازکسے از علماء کہ کلام آنہا ہم مخالف کلام او وکلام امام ھم باشد ،خواہش اجازہ کند وازاو اجازہ طلب کند مثال ایں چناں است کہ کسے دعوائے نبوت وامامت کند وازکسی ازامت خود طلب اجازہ کند وخواہش اجازہ نماید۔

علاوہ ازایں شیخ درترجمہ خود نوشتہ است کہ آئمہ دوازدہ گانہ اورا اجازہ عطا فرمودہ اند و امام ایں اجازہ ھا رابرشکایت مردم دادہ بودند وفرمودہ بودند ۔ترک کن ایشاں راو بحال خویش مشغول باش ۔ شرح احوال شیخ ص ۱۵

لهذا او را لازم نبود وهیچ ضرورت نبود که از علماء از کسی طلب اجازه نماید و خواهش اجازه کند۔ این امر هم قابل غور است که شیخ ذکر اجازه هائے آئمه دوازده گانه کرده است و از هیچ عالمے ذکر هیچ اجازه نکرده است در آنحالیکه شیخ این ترجمه خویش را در اواخر عمر تحریر کرده است اگر او از هیچ عالمے اجازه گرفته بودے لازم بود که بیان آں را کند پس خلاف عقل و درایت است این امر که شیخ از هیچ عالمے اجازه گرفته باشد و چوں او در ترجمه خود ذکر هیچ اجازه عالمے نکرده است لهذا احتماً و یقیناً او هیچ اجازه از هیچ عالمے نگرفته بود۔

بعد از وفات شیخ احمد احسائی اولین ترجمه شیخ پسرش شیخ عبدالله نوشته است و چوں شیخ عبدالله بعد از وفات پدرش زائد از یک سال زنده نه مانده است لهذا این ترجمه شیخ در سن ۱۲۴۲ نوشته شده است۔ شیخ عبدالله در ین ترجمه پدرش یعنی شرح احوال شیخ احمد احسائی قبل از بیان یک اجازه آقائے محمد مهدی بحرالعلوم افسانه سفرے می تراشد و می گوید۔

در سن یک هزار و یک صد و هشتاد و شش ۱۱۸۶ که گذشته بود از سن مقدسش بیست سال در این حال آں اسرار الٰهی و حکم نامتناهی را اهلی برائے اظهار بلکه بیان یک از هزار در آں بلاد و دیار نیافت زیر آنکه در آں بلد جمعی سنی بودند و غالب آنها اهل تصوف و برخی شیعه اثنا عشری در میان ایشاں علمای ظاهر قشری که ایشاں را ربطی بحکمت نبود چه جائی اسرار خلقت لا جرم آهنگ مهاجرت و ساز مسافرت فرمود و راه عتبات عالیات در پیش گرفت تا مگر اهلی برائے امر خویش جوید۔ چوں بکربلای معلیٰ و نجف اشرف مشرف گشت در مجالس و محافل علماء و فضلاء حاضر می شد تا پایه و مایه هر یک را معلوم فرماید۔ و مشاهیر علما در این وقت جناب آقا باقر و جناب سید مهدی بودند۔ اما شیخ جعفر بن شیخ خضر و میر سید علی را چنداں شهرت و ترقی نبود۔ الغرض غالباً در مجالس درس و بحث ایشاں کاحد من الناس جز و حضار و جلاس حاضر می گشت و می نشست۔ و احدی را از حالش آگهی نه بود۔ وقتی از جناب سید مهدی خواهش اجازه روایتی فرمود چوں معرفتی نداشت تامل و توقفی نمود پرسید تالیف و تصنیف چه داری۔ اوراقی چند در

شرح تبصرہ مرقوم رفتہ بود بوی نمایاند۔پس از وقت نظر گفت یا شیخی سزاوارقدرتو آں است کہ مرا اجازت دہی پس اجازہ نوشت وداد۔ونیز در ہماں ایام رسالہ درقدر تحریر رفتہ بود بوی نمایاند درنظرش عظیم نمود از آنجا کہ با کمال انصاف بود زبان بمدایح واوصاف کشود واحترام فوق العادہ واکرام بلانہایۃ بیمود۔ شرح احوال شیخ احمد احسائی ص ۱۷۔۱۸

شیخ عبداللہ اولیں کسے است کہ شرح احوال شیخ رانوشتہ است۔و اوایں سفررادر ۱۱۸۶ بیان کردہ است وبعد ازاں ہر کہ نوشتہ براعتبار واعتماد شیخ عبداللہ نوشتہ است۔حالانکہ شیخ عبدللہ تا آں وقت متولد نہ شدہ بود چوں حسب تحریر شیخ عبداللہ در شرح احوال پدرش او بعد از ۱۱۸۶ مریم بنت خمیس آل عصری راکہ از اہل قرین بود بنکاح خویش درآورد و او اول زوجات ایشاں بود۔ شرح احوال شیخ احمد احسائی ص ۱۹

برائے ایں اجازہ کہ شیخ عبداللہ درسن ۱۱۸۶ می نویسد کہ آقا سید محمد مھدی بحرالعلوم دادند درکتاب اجازات شیخ درآخرایں اجازہ تاریخ ایں اجازہ بایں طور نوشتہ شدہ است۔

ضحوہ یوم الجمعۃ الثانی والعشرین من ذی الحجۃ الحرام من سنۃ تسع ومائتین بعد الالف من ہجرہ سید الانام۔

کتاب اجازات شیخ تحت اجازہ آقا محمد مھدی بحرالعلوم یعنی ایں اجازہ بروز جمعہ ۲۲ ذوالحجۃ الحرام سنہ ۱۲۰۹ھ نوشتہ شد۔

چنانچہ نظر برایں اجازہ رئیس مذہب شیخیہ رکنیہ کرمان مرزا ابوالقاسم خان قاچاری درفہرست کتب مشائخ عظام می نویسد۔

دریں کہ بعضی نوشتہ اند کہ مرحوم سید درسن بست سالگی بایشاں اجازہ داد بنظر نگارندہ درست نیست زیرا تاریخ اجازہ مرحوم سید بحرالعلوم بست ودویم ذی الحجۃ سال ھزار دوبست ونہ است کہ درآں موقع سن شریف شیخ بزرگوار چھل وسہ سال بودہ است۔

فہرست کتب مشائخ عظام ص 163

باید دانست کہ اسفار شیخ را اولاً شیخ عبد اللہ قدم بقدم نوشتہ است و ہر کہ ذکر اسفار شیخ کردہ نقلا از شرح احوال شیخ احمد احسائی تالیف شیخ عبد اللہ کردہ است ۔ چوں شیخ عبد اللہ نمی توانست کہ ایں اجازہ را در سن ۱۲۰۹ ھ بنویسد چوں او در ۱۲۰۹ ھ در بحرین اقامت داشت و تا ۱۲۱۲ ھ ہیچ سفرے بہ عراق نہ کردہ بود ۔ پس شیخ نہ از آقا محمد مہدی بحر العلوم اجازہ گرفتہ بود و نہ آقا محمد مہدی بحر العلوم او را ہیچ اجازہ دادہ بودند بلکہ شیخ عبد اللہ بعد از تکفیر شیخ احمد احسائی کہ بدست آقا محمد تقی برغانی قزوینی شہید ثالث شدہ بود در دفاع پدرش افسانہ سفرے نا کردہ را در ۱۱۸۶ بیان کردہ در آں سفر افسانہ اجازہ آقا مہدی بحر العلوم را بیان کرد و چوں در کربلا معرکہ تکفیر شیخ بلند شد در دفاع شیخ دیگر اجازات را جعل کردند ۔ در آنحالیکہ نہ شیخ عبد اللہ ایں مراجع عظام را دیدہ بود نہ سید کاظم رشتی آنہا را دیدہ بود ۔ و ہیچ شہادتے وسندے در صداقت آنہا ندارند ۔ چنانچہ سید کاظم رشتی خود در دلیل المتحیرین می نویسد کہ:

وان لم نشاھدھم و ما فزنا بشرف ادراک خدمتھم حتی نری سلوکھم معہ حتی نشھد شھادت عیان ۔ ولکن وجدنا کتابتھم فی الاجازات التی کتبوھا بعضھم بخطہ ۔ دلیل المتحیرین ص ۳۱

یعنی اگر چہ ما ایں مجتہدین عظام را بچشم خود ندیدہ ایم و شرف خدمت آنہا را ادراک نکردہ ایم کہ سلوک ایشاں را با شیخ می دیدیم و شہادت عینی می دادیم لیکن ما اجازات ایشاں را دیدہ ایم کہ ایشاں بخط خود نوشتہ اند ۔

و تعجب ایں است کہ سید کاظم رشتی برائے مطمئن کردن آں سائل ہندی کہ سبب تکفیر شیخ کردہ بود در دلیل المتحیرین می گوید کہ

ولعمری ان ھذہ العبارات التی یدعونھا و یزخرفون فی معانیھا فی رسائل کتبھا اعلی اللہ مقامہ قبل ان یخرج من الاحساء قبل ان یتوجہ الی العجم و کتبہ بخط الہ کانت مشتہرۃ و ھذہ العبارات وامثالھا مرت علی انظارھم ۔ دلیل المتحیرین ص ۶۳

یعنی من بقسم می گویم کہ ایں عبارات کہ ایشاں در معانی آنہا اختلاف می کنند

باطل قرار می دہند دراں کتب نوشتہ شدہ بودند کہ شیخ احمد احسائی قبل از برآمد از احساء ومتوجہ شدن بسوئے عجم تحریر وتصنیف وتالیف کردہ بودو بحمد للہ تمام کتب او مشتہر شدہ بودند وایں تمام عبارات ومثل آنھا از نظر ایشاں گذشتہ بود۔

وکاظم رشتی درجائے دیگر اسمائے آں کتب راچنیں می نویسد:

مع انتشار رسائلہ واشتھار کتبہ ومصنفاتہ واجوبۃ مسائلہ وشرحہ علی الزیارت الجامعۃ وشرحہ علی الحکمۃ العرشیۃ الملاصدرا وشرحہ علی المشاعر وشرحہ علی الرسالۃ العلمیۃ الملامحسن فیض وسائر مصنفاتہ کلھا بل اغلبھا وصلت الی ھولاء الابرار والنجباء الاطھار ولم یطعن فیہ احد ولم یذکر بعیب ابداً۔ دلیل المتحیرین ص ۳۵

یعنی آں مجتہدین عظام واجازہ دہندگان مراجع عظام آں اجازہ ھارا آں وقت دادہ بودند کہ تمام رسائل وہمہ مصنفات واجوبۃ مسائل وشرح زیارت جامعہ وشرح عرشیہ وشرح مشاعر وشرح رسالہ علمیہ منتشر ومشتہر شدہ بودند وہمہ ایں مصنفات غالبا شائع شدہ باں علمائے ابرار ونجبائے اطہار رسیدہ بودند لیکن احدے از آنہا ہیچ اعتراضے برآں کتب نکردہ بودند ونہ عیبے درایں کتب ذکر کردہ بودند۔

آیا واقعاً ایں علمائے بزرگ تالیفات شیخ رادیدہ بودند؟

اکنوں مارا باید کہ تحقیق کنیم کہ آیا واقعاً ایں کتب شیخ انتشار یافتہ بودند یانہ از نظر ایشاں گذشتہ بودند یانہ وایشاں ایں کتب نام بردہ را دیدہ بودند یانہ۔ ما تاریخ تحریر کتب نام بردہ را از فہرست کتب مشائخ کہ درآں تاریخ تحریر ایں کتب نوشتہ شدہ است برائے ملاحظہ منصفین نقل می کنیم

۱۔	شرح زیارت جامعہ	۱۰ ربیع الاول ۱۲۳۰
۲۔	شرح علی الحکمۃ العرشیہ	۲۷ ربیع الاول ۱۲۳۲

۳۔ شرح علی المشاعر درحکمۃ ۲۷صفر ۱۲۳۴

۴۔ شرح علی الرسالۃ العلمیہ ۱۵ ربیع الثانی ۱۲۳۰

۵۔ شرح فوائد فی الحکمۃ ۹شوال ۱۲۳۲

۶۔ جواب شیخ یعقوب اقوال سائر علماء ۸شعبان ۱۲۳۹

وتاریخ وفات آں علمائے بزرگ کہ کاظم رشتی دردلیل المتحیرین ومرزا علی الاسکوئی الاحقاقی درانتقاد علی اعتراضات العاملی درحق آنہا می گویند کہ ایں علماء کتب مذکورہ را دیدہ بودند وایشاں ہیچ عیبی درآں ندیدند مطابق اجازات شیخ احمد احسائی ومطابق عبقریۃ الشیخ الاوحد تالیف محمد حسنین ساقی وکیل رئیس مذہب شیخیہ احقاقیہ کویت بقرار ذیل است۔

نمبر شمار	نام اجازہ دہندہ	سن وفات	صفحہ کتاب اجازات
۱۔	الشیخ احمد البحرانی الدستانی	۱۲۰۵	۱۶
۲۔	میرزا مہدی شہرستانی	۱۲۱۶	۲۰
۳۔	السید علی طباطبائی	۱۲۳۱	--
۴۔	السید محمد مہدی بحرالعلوم	۱۲۱۲	۳۴
۵۔	الشیخ جعفر نجفی	۱۲۲۷	۴۰
۶۔	الشیخ حسین آل عصفور بحرانی	۱۲۱۶	۶۱

سن تالیف کتب نام بردہ وسن وفات ایں علمائے بزرگ را دیدہ یقیناً ہر صاحب عقل ومنصف مزاج قاری ہمیں فیصلہ خواہد کرد کہ ہر کسی کہ ادعا دارد کہ ایں علمائے بزرگ بعد از دیدن ایں کتب اجازہ دادہ بودند اکذب الکاذبین ۔دروغ گویان وزور بافان بزرگ اند ۔چوں ایں ہمہ علماء بزرگ از دنیا رخصت شدہ بودند۔ایشاں چگونہ می توانستند کہ کتبے کہ بعد از وفات ایشاں تحریر وتالیف وتصنیف شدہ بودند آنہا ملاحظہ کردہ اجازہ بدہند۔

دروغ گوئی کاظم رشتی از حد گذشتہ کہ گفتہ شیخ ایں کتب را پیش از خروج از احساء

نوشتہ بودونشر کردہ بود کہ ذکر آں دراوراق سابقہ گذشتہ است پس ایں علمائے بزرگ ہیچ اجازہ شیخ نداده بودند و روسائے مذہب شیخیہ ایں اجازہ ھارا دردفاع تکفیر شیخ احمد احسائی جعل کردہ بوند وخودشاں ایں اجازہ ھارا انشاء کردہ بودند۔

تبلیغ مذہب شیخیہ در تبریز ایران

ما دو معروف فرقہ ھائے شیخیہ را تا اینجا بیان کردہ ایم ۔لیکن بعضے از شاگردان شیخ ازیں فرقہ ہا تعلق نہ داشتند لیکن تعلیمات ونظرات وعقائد شیخ احمد احسائی رانشر می کردند۔ چنانچہ مولف کلمہ از ھر اردر رنشریہ مزدوران استعمار زیرعنوان:

ملاقات حجتۃ الاسلام با مرحوم شیخ احسائی می نویسد کہ: ملامحمد ممقانی ملقب بہ حجتۃ الاسلام با میرزا محمود نظام العلماء بہ ملامحمد نام دیگری درعتبات عالیات نجف وکربلا مدتھا مشغول تحصیلات علوم دینیہ بودند تا اینکہ ۔ بہ درجہ منیعہ اجتہاد نائل آمدند واز مجتہدین طراز اول بہ دریافت اجازہ مفتخر گردیدند۔ ہر کدام بہ اہل وخانوادہ شاں نوشتند کہ از تحصیلات فارغ شدہ اند وعازم وطن خویش می باشند وپس از طریق کرمانشاہ عزم تبریز نمودند ۔درآں زمان مرحوم شیخ احسائی بنا بہ تقاضای شاہزادہ دولتشاھی ساکن کرمانشاہ بود۔ ومجلس درس مرتبی داشت حجتۃ الاسلام و ھمراھانش ھمینکہ بہ کرمانشاہ رسیدند از وجود مرحوم شیخ درآں شہر مستحضر شدند وخواستند چند مجلس نیز ازمحضر آں بزرگوار مستفیض شوند۔پس از حضور چند جلسہ در مجلس درس آں بزرگوار متوجہ شدند کہ لازم است مدتی نیز ازمحضر مرحوم شیخ کسب معارف وکمالات نمایند وبھمیں جہت فسخ عزیمت نمودند ودر کرمانشاہ مستقر گردیدند ودرحدود یک سال ونیم در مجلس درس آں استاد بہ تکمیل علوم معنویہ ومعارف الہیہ پرداختند ۔مرحوم شیخ نیز بہ آنھا توجھی خاص فرمود واجازہ روایت واجتہاد بایشاں عنایت کرد ورخصتشاں داد کہ بوطن خویش مراجعت نمایند ودر آنجا بہ نشر حقائق دین مبین اسلام ونشر فضائل ومناقب اھل بیت اطہار علیہم السلام پردازند ۔ و در

آخر می گوید کہ:

چناں از سر چشمہٗ علوم آل محمد صلی اللہ علیہ و آلہ بہ تعلیم استاد بزرگوار شاں مشروب و سیراب شدہ بودند کہ اسانید دیگر را فراموش وطبق روش مرحوم شیخ احمد احسائی بہ نشر فضائل و مناقب محمد و آل محمد سلام اللہ علیہم اجمعین مشغول شدند۔

کتاب ''کلمہ از ھزار در رد نشریہ مزدوران استعمار''

بدیں بیان ضرورت ہیچ تبصرہ نیست ایں عبارت آخر را مکرر بخوانید کہ ایں حجۃ الاسلام ھا چناں از سر چشمہ علوم آل محمد بہ تعلیم استاد بزرگوار شاں مشروب و سیراب شدہ بودند کہ اسانید دیگر را فراموش وطبق روش مرحوم شیخ احمد احسائی بر نشر فضائل و مناقب محمد و آل محمد سلام اللہ علیہم اجمعین مشغول شدند۔یعنی ایں حجۃ الاسلام ھا بر طبق و روش مرحوم شیخ احمد احسائی در تبریز مشغول تبلیغ شدند۔

تحقیق نام گزاری طرفین

ہر کہ پیرو عقائد و نظریات شیخ احمد احسائی است او را پیرو مذہب شیخیہ می گویند و پیروان شیخ نیز ایں لقب را قبول کردند و بریں لقب فخر می کنند چنانچہ کاظم رشتی در کتاب دلیل المتحیرین خود می نویسد:

واما ھذا الشیخ الجلیل والعالم النبیل الذی یسمی المنتسبون الکشفیہ اوالشیخیہ ھوالشیخ احمد بن زین الدین ۔۔۔ الخ دلیل المتحیرین ص ۱۲

یعنی ایں شیخ جلیل و عالم نبیل کہ منسوب باو پیروی کنندگان او را کشفیہ یا شیخیہ می گویند او شیخ احمد بن زین الدین احسائی است۔اگر چہ فرقہ ھائے شیخیہ ہم در چند فرقہ ھا تقسیم شدہ اند کہ مشہور ترین آنہا شیخیہ رکنیہ کرمان و شیخیہ احقاقیہ کویت می باشند کہ در ابتداء بہ کوہریہ

معروف بودند وایں ہر دو فرقہ خود را پیروان حقیقی شیخ احمد احسائی می دانند و دیگرے را منحرف می گویند۔

اما ایں ہر دو فرقہ ھم شیعیانے را کہ پیروان شیخ نیستند نظرات وعقائد شیخ را باطل می دانند لقبے یا نامے دادہ اند۔ چنانچہ رئیس مذہب شیخیہ رکنیہ کرمان مرزا محمد کریم خان قاجاری در کتاب ہدایت الطالبین می نویسد کہ:

بدانکہ شبہ درایں مطلب از برائے ہیچکس از آگاہان بلکہ قاطبہ مردم ایران نیست کہ فرقہ شیعہ یومنا ھذا کہ سن یکھزار و دوبست وشست و یک ہجری است دو فرقہ شدہ اند یکی مسمی بشیخی و یکی مسمی ببالاسری۔ مگر جمع از غافلان وسفہا و اطفال ونسواں کہ ایں مطلب بگوش ایشاں نخوردہ۔ ہدایت الطالبین ص ۱۶

وسبب نام گذاری را ایں رئیس مذہب شیخیہ در کتاب ہدایت الطالبین خود چنیں می نویسد:۔

چوں شیخ جلیل پشت سر نماز می کرد و امام را پیشوائے خود قرار میداد حضرات بنا رابر بالائے سر قبر و پیش رو گزاردند و بالائے سر و پیش رو نماز کردند۔ ہدایت الطالبین ص ۸۴

حالانکہ ایں رئیس مذہب شیخیہ در ہمیں صفحہ کتاب ہدایت الطالبین چنیں می نویسد

گیرم کہ نماز پیش روئے قبر و برابر سر جائز است واجب کہ نیست کہ شخص آں را مداومت کنند۔ کتاب ہدایت الطالبین ص ۸۴

پس بالائے سر نماز کردن برائے نام گزاری بہانہ بود و دریں ، ہیچ دخلے از اعتقاد نہ بود و چنانچہ وجہ اصلی نام گزاری بالاسری را ایں رئیس مذہب شیخیہ در کتاب ھدایت الطالبین چنیں می نویسد:

حاصل آنکہ بالاسری کسے است کہ شیخ و سید را و اتباع ایشاں را در اعتقاد کافر می داند۔ کتاب ہدایت الطالبین ص ۸۵

و ظاہر است کہ بنیاد با لاسری گفتن بر ہیچ نظر یہ وعقیدہ نبود لہذا فی الحقیقت رئیس مذہب شیخیہ پیروان و اتباع خود را ایں طور تعلیم کردہ بود کہ اگر کسے از شیعیان شمارا شیخی بگوید وعقائد ونظرات شمارا باطل بگوید شما اورا در مقابل نامے دیگر بگذارید۔

سلسلہ روسائے مذہب شیخیہ

اگر چہ شیخیہ رکنیہ کرمان از شیخ احمد احسائی دعوائے جانشینی دارند لیکن شیخیہ احقاقیہ کویت نمی خواہند کہ کسے کاظم رشتی را خلیفہ شیخ گوید چنانچہ رئیس مذہب شیخیہ احقاقیہ کویت در رد قول آقا بزرگ طہرانی می گوید کہ:

فلم جعلت السید کاظم خلیفۃ الشیخ دون غیرہ۔ ھل رایت من الشیخ الاوحد نصا من ذالک ولم نرہ نحن ولا سائر الناس او ان السید بنفسہ قد ادعی انہ خلیفتہ ولم نسمعہ نحن ذالک''

رسالہ الناصحۃ الزاجرۃ ص۲۹۲

من می گویم کہ سید کاظم رشتی خلیفہ شیخ احمد احسائی بودہ چہ معنی دارد واگر بایں وجہ اورا خلیفہ گفتہ کہ او تلمیذ شیخ احمد احسائی بودہ پس اورا تلامذہ کثیرہ بودہ۔ پس توائے آغا بزرگ طہرانی چرا سید کاظم رشتی را خلیفہ شیخ احمد احسائی قرار دادہ و دیگراں را قرار ندادہ آیا تو دریں بارہ از شیخ احمد احسائی ہیچ نصے دیدہ ای و ما ندیدہ ایم و نہ ہمہ مردم دیدہ اند یا خود کاظم رشتی دعوائے خلیفہ بودن شیخ کردہ است و ما اورا نشنیدہ ایم۔

پس اگر چہ شیخیہ احقاقیہ کویت بعد از شیخ احمد احسائی از الفاظ خلیفہ و نائب اظہار ناراضی می کنند لیکن در ریاست مذہب شیخیہ بعد از شیخ احمد احسائی کاظم رشتی را وصی و اعلم و افقہ

اقدم واقرب می دانند وبعد از سید کاظم رشتی وصی واعلم وافقہ واقدم مرزا حسن گوہر قراچہ داغی را می دانند وبعد از حسن گوہر از شاگرد انش مرزا باقر اسکوئی را وصی واعلم وافقہ واقرب واقدم می دانند وبعد از باقر اسکوئی موسیٰ اسکوئی مولف احقاق الحق را وبعد از موسیٰ اسکوئی علی اسکوئی را و بعد از علی اسکوئی مرزا حسن الاسکوئی را وصی واعلم وافقہ واقرب واقدم می دانند و در مقابل شیخیہ رکنیہ کرمان دعویٰ می کنند کہ ایشاں وصی ونایب شیخ احمد احسائی ہستند۔ نہ کہ شیخیہ رکنیہ کرمان۔

(احقاق الحق موسیٰ اسکوئی)

پس روٴسائے مذہب شیخیہ در هر دو شاخ ھائے مذہب شیخیہ بایں طور می باشند۔

شیخ احمد احسائی

کاظم رشتی

روسائے شیخیہ رکنیہ کرمان	روسائے شیخیہ احقاقیہ کویت
محمد کریم خان کرمانی	مرزا حسن گوہر قراچہ داغی
محمد خان کرمانی	مرزا باقر اسکوئی
زین العابدین کرمانی	مرزا موسیٰ اسکوئی
ابوالقاسم خان کرمانی	مرزا علی اسکوئی
عبدالرضا ابراہیمی کرمانی	مرزا حسن الاسکوئی

منظرہٴ از کردار شیخیہ احقاقیہ کویت

شیخیہ احقاقیہ کویت در مقابل شیخیہ رکنیہ کرمان می گویند کہ آنہا پیروان شیخ نیستند آنہا

شیخی نیستند بلکه پیروان حقیقی شیخ احمد احسائی و سید الامجد الرشتی ما ئیم و ما ئیم کہ مذہب شیخیہ داریم ۔لاکن چوں کسے از علمائے شیعہ آنہارا شیخی بگوید نا خوش می شوند و می گویند ما شیخی نیستیم ما شیعہ امامی اصولی ہستیم چنانچہ مرزا علی الاسکوئی الاحقاقی در کتاب خود الانتقاد علیٰ ترجمۃ العاملی بر صفحہ ۹۸ از کتاب اعیان الشیعہ تالیف محسن الامین العاملی برائے انتقاد از صفحہ ۳۹۱ عبارتے نقل کردہ می گوید:

قال فی صحیفۃ ۳۹۱ لابدلنا قبل الخوض فی احوالہ ای فی احوال الشیخ احمد قدس سرہ من الاشارۃ الی طریقۃ الکشفیہ المعرفین ایضا بالشیخیہ لانہ من ارکان ھذہ الطریقۃ بل ھو مؤسسھا والیہ ینسب متبعوھا فیسمون الشیخیہ ای اتباع الشیخ احمد المذکور کما انہ یسمون بالکشفیہ نسبۃ الی الکشف والالھام الذی یدعیہ ھو ویدعیہ لہ اتباعہ وھی طریقۃ ظہرت فی تلک الاعصار۔

الانتقاد علیٰ ترجمۃ العاملی ص ۹۸

یعنی فاضل العلامہ محسن الامین العاملی در اعیان الشیعہ بر صفحہ ۳۹۱ گفتہ است کہ قبل ازیں کہ در احوال شیخ احمد احسائی غور کنیم لازم داریم وضروری می شماریم کہ بمذہب کشفیہ کہ ایشاں بمذہب شیخیہ نیز معروف اند اشارہ کنیم چرا کہ او از ارکان ایں مذہب است۔ بلکہ او بانی ایں مذہب است۔ و پیروان او باو منسوب اند پس ایشاں شیخیہ نام دارند یعنی پیروان شیخ احمد احسائی مذکور۔ ہمیں طور ایشاں را کشفیہ نیز گفتہ می شود بہ نسبت آں کشف والہام کہ او خود مدعی آں بودہ است و اتباع و پیروان او نیز مدعی آں ہستند و ایں مذہب جدیدے است کہ دریں زمان ظہور پذیر شدہ است۔

رئیس مذہب شیخیہ احقاقیہ کویت مرزا علی الاسکوئی الاحقاقی بریں کلمات فاضل العاملی انتقاد کردہ می گوید:

فحینئذ ھل یناسب ان یذکر فی ترجمۃ الشیخ انہ من ارکان طریقۃ الشیخیہ بل مؤسسھا کما جری من فاضل العاملی۔ وعنوان الشیخیہ انما انطبق علی اتباع الشیخ لدفاعھم عنہ والذب لہ من العقائد الفاسدہ ودانسھم بمطالبہ المبتکرہ وتوحید الخاص ولیس لھم جرم الا تنزیھھم وتقدیسھم شیخھم عن مقالۃ المفترین او المشبھین او المتساھلین فی اقوالھم و اجراء براعتھم او تفسیرھم لکلمات شیخھم المجملہ ببیاناتہ المفصلہ و اثباتھم ان الشیخ احد العلماء الحقہ ھذا جرم اتباع الشیخ والا فھم امامیون اصولیون تلمذھم علی ید علماء زمانھم من اھل العراق و ایران و غیرھما وعوامھم مقلدون لعلماء المجتھدین احیاء۔ الانتقاد علی ترجمۃ العاملی ص ۱۰۴-۱۰۵

یعنی اتباع و پیروان شیخ احمد احسائی را ازیں جہت شیخیہ گفتہ می شود کہ ایشاں ان عقائد فاسدہ را کہ بہ او منسوب شدہ اند دفاع می کنند و از مطالب مبتکرہ و توحید خاص کہ شیخ احمد احسائی بیان فرمودہ است انس دارند و جرم ایشاں فقط ہمیں است کہ ایشاں از اقوال مفترین و مشبھین و متساھلین تنزیہ و تقدیس شیخ می کنند و کلمات مجملہ شیخ را بیانات مفصلہ تفسیر می کنند و ثابت می کنند کہ شیخ احمد احسائی یکے از علمائے حقہ است ایں است جرم اتباع و پیروان شیخ ورنہ ایشاں امامی ہستند اصولی ہستند۔ و نزد علمائے زمان خود در عراق و ایران زانوائے تلمذ طے کردہ اند و عوام ایشاں مقلدین مجتہدین احیاء می باشند۔

اکنوں باید دید کہ ایشاں چگونہ دفاع می کنند و عقائدے را کہ ایشاں اثبات می کنند آیا آں عقاید شیخیہ بمطابق عقائد شیعہ حقہ اصولیہ امامیہ اند۔

الشیخیه الاحقاقیه هم المفوضه المشرکون

درباره شیخیه رکنیه حاجت بیان نیست زیرا که آنها خود را رکنیه می گویند و قائل رکن رابع هستند۔ البته شیخیه احقاقیه کویت مدعی هستند که ایشان شیعه حقه اصولیه امامیه هستند۔

اکنوں بہ بینید کہ آیا ایشان آنچہ می گویند درست است یا نہ؟

موسیٰ اسکوئی رئیس مذہب شیخیه احقاقیه کویت در احقاق الحق می نویسد کہ:

لیت شعری ما بال اقوام اذا قیل لھم: ان میکائیل یقسم الارزاق وعزرائیل یمیت و جبرئیل یخلق واسرافیل یحیی باذن اللہ ولا یستوحشون۔ ویقبلون بقبول حسن۔ مع انھم عبید و خدامھم (ع) واذا قیل علی امیر المومنین ولی اللہ یخلق ویرزق و یحی و یمیت باذن اللہ یصعدون الی السماء تارۃ و ینزلون الی الارض اخری، کانہ خولف بعقلھم فما دعاک الی ھذا الحالۃ ایھا المومن الموالی اذ سمعت فی حق موالیک ما تعتقدہ فی حق عبیدھم وموالیھم، انکرت کل الانکار۔ وتکلمت بکلام الاغیار؟ فان کان باطلا فانت غال فی حق موالیھم وعبیدھم۔ ومقصر فی حق ساداتک وموالیک وان کان حقا فلم لا تساوی فی الاقل ساداتک مع عبیدھم وھذا من العجب العجاب الیسمع منک ایھا الموالی فی تقصیرک فی حق اولیاء اللہ ومعرفۃ مقاماتھم ومراتبھم یوم الحساب اعتذارک بانک قلدت فیہ فلانا و فلانا۔

احقاق الحق ص 396 سطر 13 تا 23

نمی دانم حال ایں قوم چہ طور است چوں باایشاں گفتہ شود کہ میکائیل رزق تقسیم می کند وعزرائیل می میراند و جبرئیل خلق می کند۔ اسرافیل زندہ می کند باذن اللہ۔ ایشاں، ہیچ وحشت نمی کنند۔ وآں را بخوشی قبول می کنند حالانکہ ایشاں غلامان و خادمان ایشاں اند (ع)

وچوں با ایشاں گفتہ شود کہ علی امیر المومنین ولی اللہ باذن اللہ خلق می کنند ورزق می دہند وزندہ می کنند وموت می دہند ۔گاہے بآسمان صعود می کنند وگاہے برزمین نازل می شوند ۔گویا کہ در عقل ایشاں فتور می شود اے مومن موالی ترا چہ چیز بایں حالت آمادہ کردہ ، چوں تو درحق مولائے خود ہماں چیز را می شنود کہ درحق غلامان وخادمان ایشاں شنیدہ است بکلی انکاری می کنی ومثل اغیار کلام می کنی ۔اگر آں باطل بود پس تو درحق غلامان وخادمان ایشاں غلو کردہ ودر حق سادات ومولائے خود تقصیر را کردہ واگر آں حق است پس چرا دریں امر قلیل سادات خود را با ایشاں مساوی نداری حالانکہ ایشاں غلاماں ایشاں اند وایں امر عجیب تر است ۔آیا روز حساب درحق اولیاء اللہ ومعرفت مقامات ایشاں ومراتب ایشاں ایں عذر تو شنیدہ خواہد شد کہ تو دریں امر فلاں وفلاں را تقلید کردہ است ۔

قارئین محترم ببینید ۔خداوند تعالیٰ کارے کہ بہ میکائیل سپردہ بہ جبرئیل نہ سپردہ وکارے کہ بہ جبرئیل سپردہ بہ میکائیل نہ سپردہ ہمیں طور کارے کہ بہ عزرائیل سپردہ بہ اسرافیل نہ سپردہ ہمیں طور خداوند تعالیٰ بہ چہاردہ معصومین علیہم السلام کار ہدایت سپردہ ایشاں ھادی خلق اند وکار ہدایت می کند لیکن خدا ایشاں را آں کارھا کہ بہ ایں ملائکہ سپردہ است سپرد نہ کردہ است ۔وایں شیخیہ احقاقیہ کویت اند کہ قائل تفویض اند وحسب فرمان امام مشرک اند ۔

وخود شیخ احمد احسائی درشرح زیارت وموسیٰ اسکوئی در احقاق الحق احادیثے کہ در بارۂ خلق ورزق واحیاء وامانت بیان کردہ وایشاں را در مطلقاً نفی تفویض قرار دادہ حدیث نمبر ۴ چنیں است ۔

وما فی البحار وعیون اخبار الرضا، روی عن یاسر الخادم قال قلت للرضا (ع) ماتقول فی التفویض؟ فقال ان اللہ تبارک وتعالیٰ فوض الی نبیہ صلی اللہ علیہ وآلہ امر دینہ فقال ما اتاکم الرسول فخذوہ وما نھاکم عنہ فانتھوا۔ فاماالخلق والرزق فلا۔

یعنی بحار وعیوان اخبار الرضا از یاسر خادم روایت است۔ او می گوید کہ من از امام رضا (ع) سوال کردم کہ شما دربارہ تفویض چہ می گوئید۔ ایشاں فرمودند کہ اللہ تبارک و تعالیٰ بہ نبی خود صلی اللہ علیہ وآلہ امور دین راتفویض کردہ است وفرمودہ است کہ آنچہ پیغمبر ما بہ شما حکم کند بگیرید درانچہ نھی کند باز مانید لیکن کار خلق کردن و رزق دادن بما تفویض نہ کردہ است۔ برایں حدیث خواہ ہزار بار غور کنید ازیں حدیث ثابت است کہ امام علیہ السلام بطور واضح فرمودہ اند کہ خدا بہ آئمہ علیھم السلام کار تبلیغ دین سپرد کردہ است و کار خلق و رزق سپرد نکردہ است پس ثابت شد کہ شیخیہ احقاقیہ کویت قائل تفویض اند کہ آئمہ ہمیں تفویض راشرک قرار دادہ اند۔